عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۲ | ۱۶ تا ۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ فروری ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۶

حضرت ابوایوب انصاریؓ

سویڈن، ہالینڈ، ڈنمارک میں

قرآن کی حرمتی

مسلم حکمران مشترکہ لائحہ عمل اپنائیں

واقعۂ معراج

تصدیقِ صدیقِ اکبرؓ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

تقسیم وراثت

س:...... محترمی مفتی صاحب! گزارش ہے کہ ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ ورثاء میں ایک بیوہ کے علاوہ ہم چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ ان میں سے ایک بہن کا بھی والد کے بعد انتقال ہوگیا ہے۔ والد صاحب کے کاروبار میں ہم چاروں بھائی شریک تھے اوران کی تفویض کردہ ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ والد مختلف اوقات میں ہماری بہنوں کو بھی نقد رقوم اور جائیداد سے بھی نوازتے رہے۔ اعزہ واحباب کی روایت کے مطابق والدہ کو کئی مرتبہ کہا کہ میں اپنی بیٹیوں کو ان کا حصہ ادا کر چکا ہوں، اب جو کچھ بھی ہے وہ میرے بیٹوں کا ہے۔ اس معاملے پر حلفی گواہوں کے علاوہ حلف نامہ بھی موجود ہے۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد نیز والدہ کا حصہ نکال کر ہم نے باہمی رضامندی سے جائیداد کی تقسیم کرلی تھی۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد بھی کاروبار جاری ہے۔ ہم چاروں بھائی ذمہ داری نبھارہے ہیں۔

محترم مفتی صاحب! بیٹوں اور بیٹیوں کو عطا کردہ جائیداد ورقم کے علاوہ بھی کچھ جائیداد اور کاروبار موجود ہے۔ براہِ کرم رہنمائی فرماتے ہوئے درج ذیل امور کے جوابات عنایت فرمادیں، آپ کی نوازش ہوگی: (۱) ہم بہن بھائیوں میں جائیداد کی تقسیم موجود کُل جائیداد پر ہوگی؟ (۲) بیٹوں اور بیٹیوں کو جو کچھ دے دیا ہے، اس کا منہا کرکے ہوگی؟ (۳) بیٹیوں کو جو کچھ دے دیا ہے وہی کافی ہوگا یا بقیہ میں ان کو شامل کیا جائے گا؟ ایسی صورت میں ادا شدہ جائیداد اور رقوم شامل ہوں گی یا نہیں؟ (۴) بیٹوں کو دیئے گئے مکان اور زمین جوان کے نام والد صاحب نے اپنی حیات میں کرادیئے تھے وہ ان کی ملکیت ہوں گے یا قابلِ تقسیم وراثت میں شامل کئے جائیں گے؟

وضاحت:.... فوت شدہ بہن شادی شدہ تھی، اس کے ورثاء میں شوہر اور دو بیٹیاں ہیں۔

ج:.... واضح رہے کہ والدین اپنے بچوں کو زندگی میں جو کچھ بھی دیتے ہیں یہ ان کی طرف سے اولاد پر احسان ہوتا ہے اور اس کی حیثیت شرعاً ہبہ کی ہوتی ہے، وراثہ کی نہیں۔ اسی لئے زندگی میں دیتے وقت والدین کو حکم ہے کہ اپنی اولاد کو دینے میں برابری کریں، یعنی سب بیٹے اور بیٹیوں کو برابر برابر دیں، ورنہ گنہگار ہوں گے۔ بیٹے اور بیٹیوں کو زندگی میں ہبہ کرنے کے بعد بھی اگر والدین کی کچھ جائیداد باقی رہ جائے تو ان کے انتقال کے بعد سب ورثاء اپنے اپنے حصوں کے بقدر ترکہ میں شامل ہوں گے۔ جس طرح مرحوم نے بیٹیوں کو ہبہ کیا ہے، اسی طرح بیٹوں کو بھی تو ہبہ کیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ اب بیٹیوں کا ترکہ میں کوئی حق نہیں، درست نہیں۔ اور بقیہ جائیداد کو صرف مرحوم کے بیٹوں ہی کا آپس میں تقسیم کرلینا درست نہیں، بلکہ مرحوم کی بیٹیوں کو بھی حصہ دینا ضروری ہے۔ اور مرحوم کی جس بیٹی کا انتقال ہوگیا ہے، اس کا حصہ نکال کر اس کے ورثاء کو دیا جائے گا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ کے والد مرحوم نے جو کچھ اپنی بیٹیوں کو زندگی میں دیا اور ان کے حوالے کرکے قبضہ بھی دے دیا تو یہ ان کے لئے ہبہ ہوگیا۔ اب وہ ترکہ میں شامل نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بیٹوں کو بھی جائیداد دے کر ان کو قبضہ دے دیا تھا تو ان کے لئے بھی ہبہ درست ہوگیا۔ اس کے علاوہ مرحوم کی اب بقیہ جو بھی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ہے وہ ترکہ میں شامل ہوکر تقسیم ہوگی، اور کاروبار بھی چونکہ والد مرحوم کا تھا، اس لئے یہ بھی ترکہ میں شامل ہوگا۔ لہٰذا مرحوم کا کُل موجودہ ترکہ شرعاً ۹۶ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے بارہ حصے بیوہ کو جبکہ سات سات حصے ہر ایک بیٹی کو اور چودہ چودہ حصے ہر ایک بیٹے کو ملیں گے۔

واضح رہے کہ مرحوم کی جس بیٹی کا انتقال مرحوم کے بعد ہوا ہے اس کا حصہ اس کے ورثاء یعنی شوہر، اولاد اور بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ مرحومہ کے ترکہ کے حصے اولاً بارہ حصوں پر تقسیم کرکے اس میں سے تین حصے شوہر کو اور چار چار حصے ہر ایک بیٹی کو اور بقیہ ایک حصہ زندہ بہن بھائیوں میں تقسیم کیا جائے گا اور وہ ایک حصہ پھر بہن بھائی آپس میں ایک اور دو کے تناسب سے تقسیم کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۲ ۱۶ تا ۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ، مطابق ۸ تا ۱۵ فروری ۲۰۲۳ء شمارہ: ۶

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مسلم ممالک کے حکمران مشترکہ لائحہ عمل اپنائیں	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
واقعۂ معراج و تصدیق صدیق اکبرؓ	۸	مولانا محمد زبیر احمد
حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
حضرت مولانا صوفی اللہ وسایاؒ	۱۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قادیانیت.... دشمنِ اسلام طبقہ	۱۹	حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ
مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشینگوئیاں (۶)	۲۱	مولانا سعد کامران
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۲۳ (۱۰ سنہ نبوت کے واقعات)

نیز ابوطالب ہی کے حق میں، جیسا کہ بخاری شریف اور دُوسری کتبِ حدیث میں ہے، یہ آیت نازل ہوئی:

”اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ۔“ (القصص:۵۶)

ترجمہ:...”آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کرسکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کردیتا ہے، اور ہدایت پانے والوں کا علم (بھی) اسی کو ہے۔“ (بیان القرآن)

۵:.... اسی سال مشہور قول کے مطابق ابوطالب کی وفات کے تین دن بعد، صاعد کے قول میں ابوطالب کی وفات سے ڈیڑھ مہینہ پہلے، اور بقول بعض اس کی وفات سے پچاس دن پہلے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرمِ محترم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ۶۵ برس کی عمر میں انتقال ہوا، آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پچیّس برس رہیں، حجون میں ”معلاۃ“ کے آخر میں دفن ہوئیں، ان کے مزار پر معروف قبہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قبر میں خود اُتارا، مگر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی، کیونکہ نمازِ جنازہ کا حکم اس وقت نازل نہیں ہوا تھا۔ ان کی تاریخِ وفات ۱۰/رمضان ۱۰ سنہ نبوّت ہے، ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید صدمہ ہوا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف نکل گئے، جس کا بیان ابھی آتا ہے۔

۶:.... اسی سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد شوال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنتِ زَمعہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا، اور اسی سال وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آباد ہوئیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد یہ پہلی خاتون ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد ہوا، اور ہجرت کے وقت صرف یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آباد تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اگرچہ ہوچکا تھا، مگر ان کی رُخصتی بعد میں ہوئی۔

۷:....اسی سال شوال میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المؤمنین عائشہ بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا، اس وقت یہ چھ سالہ تھیں، نکاح سے تین سال بعد شوال ہی میں ان کی رُخصتی ہوئی، ان کی رُخصتی ۹ برس کی عمر میں ہجرتِ مدینہ کے بعد ہوئی تھی، جیسا کہ ۱ھ کے واقعات میں آئے گا، آپ نو برس دولت کدۂ نبوّت میں رہیں اور رحلتِ نبوی کے وقت ۱۸ برس کی تھیں، ۴ سنہ نبوّت کے واقعات میں گزر چکا ہے کہ ان کی ولادت ۴ سنہ نبوّت میں ہوئی۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مسلم ممالک کے حکمران مشترکہ لائحہ عمل اپنائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

مغرب نے ایک بار پھر مسلمانوں کو تڑپانے اور اشتعال دلانے کے لیے قرآن سوزی اور توہین قرآن شروع کردی ہے، جس پر مغربی ممالک اور ان کی لے پالک لونڈی اقوام متحدہ بالکل خاموش ہے۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ ہر عمل کا ایک ردِّعمل ہوتا ہے، عمل مغرب کے ایک ملک سویڈن کے ایک شہری نے کیا ہے، اس کا ردِّعمل کسی غیرت مند مسلمان نے دے دیا تو یہ تمام مغربی ممالک تمام مسلمانوں کو اس کا ذمہ دار اور مسلمانوں کو دہشت گرد کی گردان الاپنا شروع کردیں گے۔ یہ کون سا طریقہ ہے کہ اپنا مطالبہ منوانے کے لیے کہ ہمیں ''نیٹو'' میں شمار کیا جائے، ترکی کا یہ کہنا کہ پہلے سویڈن کرد ترک تارکین وطن کے بارہ میں ہمیں اطمینان دلائے اور ہمارے مطالبات پورے کرے، اس کے بعد بات ہوگی، تو یہ کون سا ناجائز مطالبہ ہے؟ بہرحال! سویڈن کا ترکی سفارت خانے کے سامنے قرآن کریم جلا کر اور اس کی توہین کرکے اپنا مطالبہ منوانا، اس کو دہشت گردی کہا جاتا ہے۔ ہالینڈ اور اس کے بعد ڈنمارک میں قرآن کریم کا جلانا مسلم حکمرانوں کے لیے بھی بہت کچھ سوچنے کا مقام ہے، انہیں چاہیے کہ اس کے جواب میں کوئی مشترکہ حکمت عملی اپنائیں۔ بہرحال! تفصیل اس خبر میں ملاحظہ فرمائیں:

''کوپن ہیگن/انقرہ/اسلام آباد (امت نیوز) سویڈن اور ہالینڈ کے بعد ڈنمارک میں بھی قرآن پاک کی توہین کا دلخراش واقعہ پیش آیا ہے۔ ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں ملعون اور شیطان صفت سیاستدان راسموس پلاڈون نے ترک سفارت خانے اور مسجد کے باہر پولیس کی موجودگی میں قرآن پاک کے نسخے نذرِ آتش کرکے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات ایک بار پھر تار تار کردیئے۔ واقعے پر ترک حکومت نے انقرا میں متعین ڈینش سفیر کو طلب کرکے شدید احتجاج کیا ہے۔ ترک حکام کا کہنا ہے کہ ملعون راسموس پلاڈون کو اسلام مخالف مہم کی اجازت دینا افسوس ناک ہے۔ اس طرح کے گھناؤنے عمل سے یورپ سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے۔ اس عمل کا مقصد نفرت انگیزی پھیلانا ہے، جس سے یورپ میں پُرامن بقائے باہمی خطرے میں پڑ گیا ہے۔ ملعون پلاڈون کے گستاخانہ عمل کی پاکستان اور سعودی عرب نے بھی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ اسلام آباد میں دفتر خارجہ کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں پر واضح ہو رہا ہے کہ آزادیٔ اظہار مذہبی نفرت اور تشدد کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ ریاض انتظامیہ کا کہنا ہے کہ یورپ کے متعدد شہروں میں قرآن پاک کے نسخے نذرِ آتش کئے جانا افسوس ناک ہے۔ اس طرح کے گھناؤنے عمل کے سدباب کے لئے اقدامات نہیں کئے جارہے۔ دوسری جانب عراق، ایران، اردن سمیت کئی مسلم ممالک میں بھی توہین قرآن کے واقعات کے خلاف احتجاجی مظاہرے کئے گئے، جبکہ بیشتر مسلم ممالک نے اس گھناؤنے عمل کی شدید مذمت کی ہے۔ تفصیلات کے مطابق ملعون ڈینش سیاستدان راسموس پلاڈون نے

ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں ایک بار پھر قرآن پاک کے نسخے نذر آتش کر دیئے۔ شیطان صفت سیاست دان نے پہلے ایک مسجد اور پھر ترک سفارتخانے کے باہر بھرے مجمع میں قرآن پاک کے نسخے نذر آتش کئے۔ خبیث پلاڈون کو دونوں مقامات پر سیکورٹی فراہم کرنے کے لئے پولیس کی نفری بھی موجود تھی۔ ترک سفارت خانے کے بعد ملعون پلاڈون کو بھی یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ اگر ترک صدر نیٹو میں سویڈن کی شمولیت کی مخالفت بند کر دیں گے تو میں آئندہ اس طرح کا کوئی بھی عمل نہیں کروں گا، لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہوا تو پھر آئندہ ہر نماز جمعہ کے بعد یہ واقعہ دہرایا جائے گا۔ ترک حکومت نے واقعے پر انقرہ میں متعین ڈینش سفیر کو طلب کر کے شدید احتجاج ریکارڈ کرایا۔ ترک وزارت خارجہ سے جاری بیان کے مطابق ڈینش سفیر کو بتایا گیا کہ ان کی حکومت کی جانب سے اس طرح کے واقعے کی اجازت دینا افسوس ناک اور ناقابل قبول ہے اور ترکی اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ سفیر کو بتایا گیا کہ ڈنمارک کا رویہ ناقابل قبول ہے، تاہم ترکی مستقبل میں اس سے توقع ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس طرح کے گھناؤنے فعل کی اجازت نہیں دے گا۔ بیان کے مطابق ملعون پلاڈون اسلام مخالف بہروپیا ہے اور اسے اس گھناؤنے عمل کی اجازت دینا افسوس ناک ہے۔ مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے جانے والے واقعے کے خلاف کارروائی کے اظہار سے یورپ کا پُرامن بقائے باہمی خطرے میں پڑ گیا ہے، کیونکہ اس مہم کا مقصد لوگوں کو مسلمانوں پر حملوں کے لئے اکسانا ہے۔ قرآن پاک کی توہین کے اس تازہ واقعے کی پاکستان نے بھی شدید مذمت کی ہے۔ دفتر خارجہ کی جانب سے جاری بیان کے مطابق پاکستان، ڈنمارک میں قرآن کی بے حرمتی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ ترجمان دفتر خارجہ ممتاز زہرا بلوچ نے کہا کہ یہ اقدام اسلام مخالف اور ملعون سیاستدان کی طرف سے کیا گیا جس نے چند روز قبل سویڈن میں یہی کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس گھناؤنے اقدام کا دوبارہ ہونا افسوسناک ہے۔ مسلمانوں پر واضح ہو رہا ہے کہ آزادی اظہار کو مذہبی نفرت اور تشدد کے اشتعال کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ دوسری جانب سعودی عرب نے بھی واقعے کی مذمت کی ہے۔ سعودی وزارت خارجہ کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا کہ اس طرح کے گھناؤنے فعل سے دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان مشتعل ہو رہے ہیں۔ قرآن پاک کی توہین کے واقعات کی سخت مذمت کرتے ہیں۔ متعدد یورپی شہروں میں اس طرح کے واقعات کے باوجود اس کی روک تھام کے لئے اقدامات نہیں اٹھائے جارہے۔ سعودی عرب نے یورپی ممالک سے مطالبہ کیا کہ وہ اسلام مخالف کارروائیوں کا مقابلہ کریں، کیونکہ نفرت اور تنازعات کو فروغ مل رہا ہے۔ ادھر ایران، لبنان، عراق، اور اردن سمیت کئی مسلم ممالک میں توہین قرآن کے واقعات کے خلاف احتجاجی مظاہرے کئے گئے، تاہم اقوام متحدہ نے اس معاملے پر چپ سادھ رکھی ہے۔ علاوہ ازیں امریکا نے حالیہ واقعات پر ترکی میں موجود اپنے شہریوں کو متنبہ کیا ہے کہ توہین قرآن کے واقعے پر انہیں سخت ردِعمل کا سامنا ہو سکتا ہے۔ بیان میں امریکی شہریوں کو محتاط رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل گزشتہ ہفتے بھی راسموس پلاڈون نے سویڈن میں ترک سفارتخانے کے باہر قرآن پاک کا نسخہ نذر آتش کیا تھا جس کے بعد ترکی اور سویڈن کے درمیان تعلقات مزید کشیدہ ہو گئے تھے۔ سویڈن مغربی دفاعی اتحاد نیٹو میں شمولیت کا خواہشمند ہے تاہم ترکی اس کی مخالفت کر رہا ہے۔ اردن انتظامیہ نے مطالبہ کیا ہے کہ سویڈن نیٹو میں شمولیت سے قبل کرد باغیوں کے خلاف کارروائی کرے۔ سویڈن میں قرآن کے واقعے کے

بعد ترک صدر رجب طیب اردوان نے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ اس گھناؤنے فعل کی اجازت دینے کے بعد ترکی قطعی طور پر نیٹو میں سویڈن کی شمولیت کی حمایت نہیں کرے گا۔،، (روزنامہ امت کراچی، ۲۹؍جنوری ۲۰۲۳ء)

ڈنمارک اب اس دہشت گردی میں شامل ہوا ہے، اس سے پہلے سویڈن اور اس کے بعد ہالینڈ نے یہ گستاخی کی، پورے پاکستان میں اس کے خلاف تمام مذہبی جماعتوں نے مظاہرے کیے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بھرپور مظاہرہ جمعہ کی نماز کے بعد پرانی نمائش پر ہوا، جس میں کیے گئے مطالبات اور بیانات درج ذیل خبر میں ملاحظہ فرمائیں:

’’کراچی (پ ر) مغرب نے قرآن کریم کی توہین کر کے اہل اسلام کے جذبات کو للکارا ہے، عالمی سامراج لاکھوں ڈالر خرچ کر کے مسلمان نسل کی ذہن سازی اسلام کے خلاف کر رہا ہے، بنیادی ضروریات مہنگی ہیں لیکن مغرب تک رسائی کے ذرائع کیبل انٹرنیٹ سستے ہیں۔ مسلمان کبھی اپنے ایمان کا سودا نہیں کر سکتے۔ اسلام کی فطرت میں لچک ہے، اس کے خلاف اتنی سازشوں کے باوجود یہ دنیا میں تیزی سے مقبول ہو کر پھیل رہا ہے، اسی لیے مغرب اس سے خوف زدہ ہے اور قرآن کریم کی گستاخی کے درپے ہو گیا ہے۔ دنیا کو آزادی، رواداری اور اعتدال پسندی کا درس دینے والا مغرب خود اسلام دشمنی میں بدترین قسم کی انتہا پسندی بلکہ اسلاموفوبک دہشت گردی پر اتر آیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے امیر مجلس کراچی مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم، رانا محمد انور، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، مولانا شعیب کمال، مولانا محمد رضوان، مولانا محمد عادل غنی، مولانا محمد کلیم اللہ نعمان، جمعیت علمائے اسلام سندھ کے ناظم عمومی مولانا راشد محمود سومرو، قاری محمد عثمان، مولانا محمد غیاث، مولانا عمر صادق، مولانا نورالحق، مفتی فیض الحق، مولانا سمیع الحق سواتی، مولانا امین اللہ، جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاذ مفتی شکور احمد، مذہبی اسکالر مولانا فضل سبحان نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلام تمام مذاہب کے احترام کا درس دیتا ہے، مسلمان حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور بائبل کو تقدس کا درجہ دیتے ہیں۔ قرآن کریم، مساجد و مدارس، ختم نبوت ہماری سرخ لکیر ہیں، کسی کو ان کی جانب میلی آنکھ سے دیکھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ دریں اثنا شہر کے مختلف اضلاع سے ریلیوں کی شکل میں عوام پرانی نمائش چورنگی پر جمع ہوئے جہاں مجمع احتجاجی مظاہرے کی شکل اختیار کر گیا۔ مقررین نے کہا کہ کفار مکہ نے بھی قرآن کریم سننے سے لوگوں کو روکنا چاہا تھا مگر وہ بھی ناکام رہے تھے، آج کے کفار بھی قرآن کریم کے خلاف سازشوں میں ناکام رہیں گے۔ ایسی کارروائیوں کا آزادی اظہار رائے سے کوئی تعلق نہیں، مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا انسانی حقوق کے بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ قومی سطح پر عظمتِ قرآن کانفرنس منعقد کرائی جائے اور فوری طور پر سویڈن وہالینڈ کے سفیروں کو بلا کر انہیں متنبہ کر دیں کہ اگر اس گھناؤنے عمل سے باز نہ آئے تو اگلا احتجاج ان کے سفارت خانوں کے باہر ہوگا۔‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلم حکمرانوں کو اس کی توفیق دے کہ وہ کافروں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب کی حفاظت کے لیے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں اور اقوام متحدہ کو مجبور کر سکیں کہ وہ قرآن اور صاحبِ قرآن کی توہین کرنے پر کوئی قانون بنوا لیں، ورنہ ان کی داستان نہ ہوگی داستانوں میں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

واقعۂ معراج و تصدیقِ صدیق اکبرؓ

مولانا محمد زبیر صاحب

۱۰ر نبوی کو سیرت نگار حضرات عام الحزن سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ اس سال رمضان یا شوال میں جناب ابوطالب آنجہانی ہوئے اور ان کی وفات کے تین یا پانچ دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غمخوار بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بھی داغِ مفارقت دے گئیں، ان کی رحلت کے کچھ دن بعد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وادیٔ طائف کا سفر فرمایا، اس سفر میں جن مصائب وتکالیف، صعوبتوں اور مشقتوں سے گزرنا پڑا وہ بھی سیرت کا ایک خونچکاں باب ہے۔ ان پے در پے آزمائشوں اور لگاتار و مسلسل حادثوں کے بعد رحمت خداوندی کا دریا جوش میں آیا اور جناب حق جل مجدہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور پھر وہاں سے عالم بالا تک اسی جسد عنصری کے ساتھ ایک ہی رات میں سیر کرائی، جسے ارباب سیرت ’’واقعہ اسرأ و معراج‘‘ سے تعبیر کرتے ہیں۔ واقعۂ معراج کب پیش آیا؟ حافظ ابن حجرؒ کی شہرۂ آفاق کتاب فتح الباری ’’باب المعراج‘‘ میں اس کے متعلق دس اقوال مذکور ہیں۔ راجح قول یہ ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد اور بیعت عقبہ سے قبل یہ عظیم الشان واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے ’’سیرت مصطفیٰ‘‘ میں ترجیح اس قول کو دی ہے کہ یہ واقعہ ۱۱ نبوی میں رجب المرجب کی ۲۷ ویں شب میں پیش آیا۔

اصطلاح میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو ’’اسرأ‘‘ اور مسجد سے اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر کو ’’معراج‘‘ کہا جاتا ہے اور بسا اوقات اس مکمل سفر و سیر کو بھی ’’معراج‘‘ سے تعبیر کردیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ واقعہ اجمالاً بیان کیا گیا ہے، البتہ احادیث میں اس کی تفاصیل مذکور ہیں، جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

ایک رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر محو استراحت تھے، نیم خوابی کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ چھت پھٹی اور حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اترے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگا کر مسجد حرام کی طرف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ میں آرام فرما ہوگئے۔ اسی اثنا میں حضرت جبریل و میکائل علیہما السلام تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگا کر زمزم کے کنویں کے پاس لے گئے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لٹا کر سینہ مبارک چاک کیا، قلب اطہر کو نکال کر زمزم کے پاکیزہ پانی سے دھویا، پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جو علم و حکمت سے بھرا ہوا تھا، اس علم و حکمت کو قلب نبوی میں ڈال کر سینہ مبارک ٹھیک کردیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے مابین مہر نبوت لگادی گئی، پھر بُراق کو لایا گیا جو کہ ایک جنتی جانور ہے، یہ خچر سے چھوٹا اور حمار سے قدرے بڑا تھا، اس کی برق رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم سوار کی منتہائے نظر پر پڑتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے تو یہ بدکنے اور شوخی کرنے لگا، حضرت جبریل علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ: ’’اے براق! یہ شوخی کیسی؟ تیری پشت پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ معزز و مکرم ہستی آج تک سوار نہیں ہوئی، براق یہ سن کر شرم کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہوگیا اور پھر یہ سفر شروع ہوا اس شان سے کہ جبریل علیہ السلام براق پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام براق پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے، راستے میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم مثال کی بہت سی امثال اور عجائب کا مشاہدہ کرایا گیا جو کتب سیر میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں نزول اجلال فرمایا، مسجد اقصیٰ میں داخل ہوکر دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرمائی، انبیائے کرام علیہم السلام کی ایک جماعت جس میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی شامل تھے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے چشم براہ تھے، کچھ ہی دیر میں دیگر بہت سے لوگ بھی جمع

ہوگئے، پھر ایک موذن نے اذان کہی اور پھر اقامت کہی، جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر مصلائے امامت پر پہنچایا۔ جب نماز سے فراغت ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کن لوگوں کو نماز پڑھائی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی میں جواب دیا تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی ہے۔اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیائے کرام علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات فرمائی، اس موقع پر سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور ہر نبی نے ان خصوصیات کا خصوصی تذکرہ فرمایا، جو اسے عطا کی گئیں۔اختصار کے پیش نظر ہم صرف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد وثنا کے الفاظ نقل کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وکافۃ للناس بشیراً و نذیرا وانزل علی الفرقان فیہ بیان لکل شیئ وجعل امتی خیر امۃ اخرجت للناس وجعل امتی ھم الاولین والآخرین و شرح لی صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحاً وخاتماً۔“

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر قرآن نازل کیا جس میں ہر (دینی) چیز کا (صراحتاً یا اشارتاً) بیان موجود ہے اور اور میری امت کو بہترین امت بنایا جسے لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نکالا گیا اور میری امت کو (مقام کے اعتبار سے) اولین اور (ظہور کے اعتبار سے) آخرین بنایا اور میرے سینے کو کھول دیا اور میرے بوجھ کو ہٹا دیا اور میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔“

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو مخاطب بنا کر فرمایا:

”بہذا فضلکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ یعنی انہی فضائل ومناقب کی بنا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب پر فضیلت لے گئے ہیں۔

اس کے بعد حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائکہ کے جلو میں آسمان کی طرف عروج فرمایا، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کی طرف سفر بھی حسب سابق براق پر ہوا جبکہ بعض روایات کا مدلول یہ ہے جنت سے لائی گئی زمرد وزبرجد کی ایک سیڑھی کے ذریعے آسمانوں کی طرف صعود ہوا۔ چنانچہ البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ میں نے خد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں بیت المقدس کے امور سے فارغ ہوا تو ایک سیڑھی لائی گئی، میں نے اس سے بہتر کوئی سیڑھی نہیں دیکھی، یہ وہ سیڑھی تھی جس کے ذریعے بنی آدم کی ارواح اوپر جاتی ہیں اور موت کے وقت میت اسی سیڑھی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتی ہے۔جبریل علیہ السلام نے مجھے اس سیڑھی پر چڑھایا، یہاں تک کہ میں آسمان کے ایک دروازہ پر پہنچا جس کو باب الحفظۃ کہا جاتا ہے۔ مولانا کاندھلویؒ نے دونوں قسم کی روایت میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر اسی سیڑھی کے ذریعے آسمانوں پر تشریف لے گئے ہوں، بہرحال پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ ویحییٰ علیہما السلام سے، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔حضرت ابراہیم بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، یہ بیت المعمور ملائکہ کا قبلہ ہے جو کہ ساتویں آسمان پر بیت اللہ کے بالکل محاذات میں واقع ہے۔

بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا، یہ ساتویں آسمان پر بیری کا ایک درخت ہے، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھا اور انوارات تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کیا۔چونکہ بفحوائے ”عندسدرۃ المنتھی عندھا جنۃ الماوی“ جنت سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہے۔اس لئے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیت المعمور میں نماز پڑھنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کئے گئے اور سدرۃ المنتہیٰ کے بعد جنت کی طرف لے جایا گیا اور پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم دکھلائی گئی۔

اس کے بعد پھر عروج ہوا اور آپ ایسے مقام پر پہنچے جہاں صریفِ الاقلام یعنی قضا وقدر کے قلم کی آواز سنائی دے رہی تھی۔مقام صریفِ

الاقلام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجابات طے کرتے ہوئے بارگاہِ قدس میں پہنچے۔ مولانا کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے ایک زفرف (سبز مخملی مسند) آئی، اس پر سوار ہوئے اور بارگاہِ دنیٰ فتدلٰی فکان قاب قوسین اوادنیٰ میں پہنچے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا کہ آپ دیدارِ خداوندی اور بلاواسطہ کلام الٰہی سے مشرف ہوئے۔ طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نورِ اعظم یعنی نور الٰہی کو دیکھا پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف جو چاہی وحی بھیجی یعنی مجھ سے بلاواسطہ کلام فرمایا۔ صحیح مسلم کی ایک روایت ہے کہ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہِ قدس سے تین تحفے عطا کیے گئے: (۱) پانچ نمازیں (جو کہ ابتداً پچاس تھیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلقین پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار فرمائش پر تدریجاً کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں)، (۲) سورۃ البقرہ کی آخری آیات، (۳) امت محمدیہ میں سے جو شخص بھی شرک سے بری ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کے کبائر سے درگزر فرمائے گا، یعنی اسے خلود فی النار کی سزا نہیں ہوگی۔

واپسی کا سفر اس طرح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں سے بیت المقدس میں اترے پھر براق پر سوار ہو کر صبح سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے سامنے اس سفر معراج کے احوال بیان فرمائے تو وہ تکذیب کرنے اور مذاق اڑانے لگے، ان میں سے بعض حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''ھل لك الی صاحبك یزعم اسری اللیلۃ الی بیت المقدس'' یعنی کیا آپ اپنے دوست کی اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ انہیں راتوں رات مسجد حرام سے بیت المقدس تک کی سیر کرائی گئی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: اوقال ذالک؟، کیا واقعی انہوں نے یہ فرمایا ہے؟ وہ بولے جی ہاں! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لئن کان قال ذلك لصدق'' یعنی اگر انہوں نے یہ دعویٰ فرمایا ہے تو میں بلا جھجک تصدیق کرتا ہوں، قریش کہنے لگے: ''او تصدقه انه ذهب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح؟'' یعنی کیا آپ اس حیران کن دعوے کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے پہلے واپس بھی آ گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''نعم! انی لا صدقه فیما ھو ابعد من ذالك بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ'' جی ہاں! میں اس سے بھی زیادہ مستبعد امور یعنی آسمان کی خبروں کے سلسلے میں بھی صبح و شام ان کی تصدیق کرتا رہتا ہوں۔ (رواہ حاکم) اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق ہو گیا۔

(بشکریہ ماہنامہ الخیر ملتان، فروری ۲۰۲۲ء)

سویڈن، ہالینڈ اور ڈنمارک میں قرآن کی بےحرمتی کے خلاف ملک گیر احتجاج

مختلف شہروں میں مظاہرے، ریلیاں نکالی جائیں، خطبات جمعہ میں مذمتی قراردادیں منظور کی جائیں

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالنعیم نے کہا ہے کہ سویڈن، ہالینڈ اور ڈنمارک میں قرآن پاک کی بےحرمتی کے خلاف جمعۃ المبارک کو ملک گیر احتجاج ہوگا۔ خطبات جمعہ میں عظمت قرآن کریم کے موضوع پر خطابات کیے جائیں۔ خطبات جمعہ میں مذمتی قراردادیں منظور کرائی جائیں۔ سویڈن، ہالینڈ اور ڈنمارک کی اس ناپاک حرکت پر بھرپور انداز میں صدائے احتجاج بلند کیا جائے گا۔ مرکز ختم نبوت سے جاری بیان میں علمائے کرام نے کہا کہ ملک کے مختلف شہروں میں مظاہرے اور ریلیاں نکالی جائیں گی، جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران، کارکنان اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد بڑی تعداد میں شرکت کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ سویڈن، ہالینڈ اور ڈنمارک میں ہونے والے واقعات پوری ملت اسلامیہ کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہیں۔ ہالینڈ، سویڈن اور ڈنمارک نے مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو جھنجھوڑا گیا ہے۔ امریکا، یورپ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی توہین معمول کے واقعات بن گئے ہیں جن کے خلاف دنیا بھر کے مسلمان سراپا احتجاج ہیں۔ او آئی سی، اقوام متحدہ اور مسلم دنیا کے حکمران ان توہین آمیز واقعات کی روک تھام کے لئے فوری طور پر ایکشن لیں اور عالمی سطح پر قانون بنایا جائے تاکہ ایسا کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہو۔ علمائے کرام نے کہا کہ آزادی اظہار رائے کی آڑ میں توہین رسالت اور توہین قرآن ہرگز برداشت نہیں۔ اسلامی فوبیا کے بڑھتے واقعات کے خلاف مسلمانوں کا احتجاج یہ ایک فطری عمل ہے، مسلمانوں کے صبر کا امتحان نہ لیا جائے۔

”صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة“

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یو کے اسلامک مشن

حضرت ابوایوب انصاری جلیل القدر صحابی کا اسم گرامی خالد بن زید ابن کلیب تھا، ان کی کنیت ابو ایوب تھی اور ان کا تعلق انصار کے قبیلے بنو نجار سے تھا۔ ہم مسلمانوں میں سے کون ہے جو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ناواقف ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سارے مسلمانوں کے مکانات کو چھوڑ کر ان کے مکان کو اس وقت اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے لئے منتخب فرمایا جب وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ ان کے ذکر کو سارے عالم میں مشہور اور ان کے مقام کو ساری مخلوق میں بلند کر دیا اور تنہا یہی ایک بات ان کے فخر کے لئے کافی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں نزول اجلال فرمانے کی داستان بڑی دلکش اور شیریں داستان ہے جس کا ذکر کانوں کو ہر بار ایک نئی اور عجیب لذت سے آشنا کر جاتا ہے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو اس کے باشندوں نے ادب و احترام اور عقیدت ومحبت سے بھرے ہوئے دل ونگاہ کو فرش راہ کر دیا، انہوں نے اپنے دلوں کے دروازے کھول دیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گہرائیوں میں اتر جائیں، انہوں نے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اندر پوری عزت وتوقیر کے ساتھ جلوہ فرما ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز مدینے کی قریبی بستی قبا میں گزارے، اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ایک مسجد تعمیر کی وہ پہلی مسجد تھی (یعنی مسجد قبا) جس کی بنیاد تقوے پر رکھی گئی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر نکلے اور یثرب کے تمام بڑے بڑے سردار اس کے راستے میں کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ہر ایک کے دل میں یہی حسین آرزو کروٹیں لے رہی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں قیام کرنے پر آمادہ کرنے کا شرف حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ تمام سرداران یثرب باری باری اونٹنی کے آگے کھڑے ہو جاتے اور اس کا راستہ روک کر عرض کرتے: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے یہاں قیام فرمائیں۔ ہم اپنی قوت ساز وسامان اور کثیر افراد کے ذریعے آپ کی پوری پوری حفاظت کریں گے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو جواب دیتے کہ اسے چھوڑ دو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے، اونٹنی اپنی متعین منزل کی طرف بڑھتی رہی اور پُرشوق نگاہیں آرزومند قلوب کے ہجوم میں اس کا تعاقب کرتی رہیں، جب وہ کسی مکان کے سامنے پہنچ کر اس سے آگے نکل جاتی تو اس کے مکینوں پر غم وملال طاری ہو جاتا۔ ان کے اوپر مایوسی وناامیدی مسلط ہو جاتی اور ان کے بعد والوں کے دلوں میں امید کی شمع جگمگا اٹھتی تھی، اونٹنی اسی طرح ایک ایک کر کے مختلف گھروں کے سامنے سے گزرتی رہی اور لوگ اپنی محرومی پر غم والم کی تصویر بنے اس خوش بخت کو جاننے کے شوق میں جس کے حصے میں دائمی نعمت آنے والی تھی اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ حتی کہ اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے خالی پڑے ہوئے میدان میں پہنچ کر بیٹھ گئی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پشت سے اتر کر نیچے تشریف نہیں

لائے۔تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد وہ ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھی اور آگے چل پڑی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نکیل ڈھیلی چھوڑ دی۔ چند قدم چل کر اونٹنی مڑی اور واپس آ کر دوبارہ اسی جگہ بیٹھ گئی جہاں پہلی بار تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے کے لئے تیزی کے ساتھ لپکے۔انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اٹھالیا اور اسے خوشی خوشی اپنے گھر میں اس طرح لائے جیسے دنیا کا سارا خزانہ ان کے ہاتھ آ گیا ہو۔(زاد المعاد ۲:۵۵، بحوالہ الرحیق المختوم صفحہ ۲۴۱۔سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۴۷ و ۲۴۸)۔

صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار حدیث ۳۹۱۱ میں ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سامان ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے اتارا۔(کیونکہ اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے آدمیوں میں سے کس کا گھر یہاں سے زیادہ قریب ہے؟ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:اے اللہ کے رسول!یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اچھا جاؤ اور ہمارے لیٹنے کا انتظام کرو، ابوایوب انصاری نے کہا کہ آپ دونوں اللہ تعالیٰ کی برکت سے اٹھئے (اور چلئے)‘ یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے مکان میں چلے گئے)۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان دو منزلہ تھا۔انہوں نے بالائی منزل کو اہل خانہ کے ساز و سامان سے خالی کرا دیا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں قیام فرمائیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نچلی منزل کو بالائی منزل پر ترجیح دی اور اسے اپنے قیام کے لئے پسند فرمایا۔حضرت ابوایوبؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جگہ ٹھہرایا، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا۔ جب رات ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمانے کے لئے اپنی خواب گاہ میں تشریف لے جا چکے تو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ بالائی منزل میں چلے گئے لیکن جیسے ہی انہوں نے دروازہ بند کیا، فوراً ان کے دل میں خیال آیا اور اپنی اہلیہ سے مخاطب ہوئے:

”تمہارا بھلا ہو، ہم نے کیا کیا؟ کیا یہ بات مناسب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اور ہم ان سے اوپر رہیں؟ کیا یہ بات ہم کو زیب دیتی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چلیں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وحی الٰہی کے درمیان حائل ہونا ہمارے لئے زیبا ہے؟ آہ!اس صورت میں تو ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔“

اس وقت دونوں میاں بیوی سخت حیرانی و پشیمانی سے دوچار تھے اور ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں؟ وہ دونوں رات بھر بے چین رہے۔آخر کار ان کو اس وقت تھوڑا سا سکون میسر آیا جب وہ بالا خانے کے اس گوشے میں سمٹ گئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر واقع نہیں تھا وہ دونوں وہیں گوشہ گیر ہو گئے۔ اگر چلتے تو بیچ میں چلنے کے بجائے کنارے کنارے چلتے تھے، صبح کو جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ آج رات میں نے اور ام ایوب نے آنکھوں میں کاٹی ہے(مطلب ساری رات بے چینی میں جاگتے رہے)۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو عرض کیا:”اے اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! رات بھر ہم کو یہ احساس بے چین کئے رہا کہ ہم جس مکان کی بالائی منزل میں ہیں، آپ اس کے نیچے تشریف فرما ہیں اور جب ہم چلتے اور حرکت کرتے ہیں تو دھول اور گرد و غبار آپ کے اوپر گر کر آپ کے لئے اذیت کا سبب بنتی ہے مزید یہ کہ ہم آپ کے اور وحی الٰہی کے درمیان حائل ہو رہے ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:”ابوایوب! اس کی فکر اور پروا مت کرو، چونکہ بکثرت لوگ میرے پاس ملنے کے لئے آتے رہتے ہیں، اس لئے نیچے ہی رہنا میرے لئے زیادہ مناسب اور آرام دہ ہے۔“

جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سر تسلیم خم کر دیا اور بالائی منزل میں قیام پذیر رہا۔ یہاں تک کہ ایک سرد رات کو ہمارا پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا اور اس کا پانی اوپری منزل کے فرش پر پھیل گیا۔ ہم دونوں میاں بیوی اس کے پھیلے ہوئے پانی کو جذب کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔اس وقت ہمارے پاس صرف ایک ہی کمبل تھا جس کو ہم لحاف کے طور پر استعمال کرتے تھے، اس خوف سے کہ کہیں یہ پانی نیچے ٹپک کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث پریشانی نہ بن جائے، ہم نے اسی کمبل میں پانی کو جذب کر لیا۔ پھر صبح کے وقت میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں آپ سے اوپر رہوں اور آپ مجھ سے نیچے رہیں۔ پھر میں نے رات کو پیش آنے والا گھڑے کا واقعہ آپ

کو سنادیا اور آپ سے بالائی منزل میں منتقل ہو جانے کی درخواست کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ درخواست منظور فرمالی اور اوپر کی منزل پر منتقل ہوگئے اور میں ام ایوب کے ساتھ نیچے آگیا۔ (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر کے نچلے حصے سے اوپر کے حصہ میں ٹھہرانے کے بارے میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی فکرمندی اور پانی کا گھڑا ٹوٹنے کا کچھ واقعہ سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۴۹ میں مذکور ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان میں تقریباً سات مہینے تک قیام پذیر رہے، یہاں تک کہ جب اس زمین میں مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی جس میں اونٹنی بیٹھی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان حجروں میں منتقل ہوگئے جو مسجد کے اردگرد آپ کے اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے بنائے گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں رہنے لگے، کتنے اچھے اور شریف پڑوسی تھے جو ان دونوں کو میسر آئے تھے۔ جناب ابو ایوب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے ایسی محبت تھی جس نے باہمی تکلفات کے سارے پردے درمیان سے اٹھا دیے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر کو اپنا ہی گھر سمجھتے تھے۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ گرمی کی ایک سخت دوپہر میں گھر سے نکل کر مسجد کی طرف آئے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ ابوبکر! آپ اس وقت گھر سے کیوں نکلے ہیں؟''

جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''بھوک کی شدت اور بے چینی کی وجہ سے۔'' جناب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کی قسم! میرے گھر سے نکلنے کا سبب بھی یہی ہے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے حجرے سے تشریف لائے اور ان دونوں حضرات سے دریافت کیا: آپ دونوں اس وقت کس غرض سے اپنے اپنے گھروں سے باہر نکلے ہیں؟ دونوں نے جواباً عرض کیا: ''اللہ کی قسم! ہم سب اس بھوک سے بے چین ہوکر نکلے ہیں جس کو ہم اپنے اندر شدت سے محسوس کررہے ہیں۔'' ''اس ہستی کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے بھی اس سے پریشان ہوکر گھر سے قدم نکالا ہے۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اٹھئے! میرے ساتھ چلئے'' اور تینوں حضرات حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے یہاں پہنچے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ روزانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانے کی کوئی نہ کوئی چیز بچا کر رکھتے تھے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی وجہ سے تاخیر کرتے اور وقت مقررہ پر تشریف نہ لاتے تو وہ کھانا گھر والوں کو کھلا دیتے۔ جب یہ لوگ دروازے پر پہنچے تو ام ایوب رضی اللہ عنہا گھر سے نکل کر ان کے پاس پہنچیں اور بولیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تشریف آوری ہماری عزت افزائی کا باعث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ ''ابوایوب کہاں ہیں؟''

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن لی۔ وہ قریب ہی اپنے کھجوروں کے باغ میں کام کررہے تھے۔ وہ یہ کہتے ہوئے تیزی سے لپکے: یارسول اللہ! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تشریف آوری بے وقت کیسے ہوئی؟ آپ تو اس وقت کبھی تشریف نہیں لاتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوایوب تم ٹھیک کہتے ہو۔'' پھر جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ باغ میں گئے اور اس میں سے کھجوروں کا ایک گچھا کاٹ لائے جس میں کچھ کچی اور کچھ پکی ہر قسم کی کھجور لگی ہوئی تھیں۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''اسے کاٹنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیوں نہیں تم نے اس میں سے صرف پکی ہوئی کھجوریں ہی توڑ لیں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے مناسب سمجھا کہ آپ اس میں سے تمر، رطب اور بُسر ہر قسم کی کھجور اپنی پسند کے مطابق تناول فرمائیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کے لئے ایک بکری بھی ذبح کروں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ذبح کرنا ہے تو دودھاری بکری مت ذبح کرنا۔'' پھر جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ نے بکری کا ایک سالہ بچہ لیا اور اسے ذبح کردیا۔ پھر انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا: ''ایوب کی ماں! آٹا گوندھ کر ہمارے لئے روٹیاں پکا لو۔ تم بہت عمدہ روٹیاں پکانا جانتی ہو۔'' اس کے بعد انہوں نے آدھا گوشت پکایا اور آدھے کو بھون لیا۔ جب کھانا پک کر تیار ہوگیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے سامنے رکھ دیا گیا۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب جواز استتباعہ میں یہ واقعہ مختصراً موجود ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت میں سے ایک ٹکڑا لیا اور اس کو روٹی میں رکھ کر فرمایا: ''ابو ایوب! یہ جلدی سے فاطمہ کو دے آؤ۔ اس کو کئی دنوں سے ایسا کھانا نہیں ملا۔ پھر جب سب لوگ کھا کر آسودہ ہوگئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روٹی، گوشت کچی اور پکی کھجور۔'' یہ کہتے ہوئے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشک آلود ہوگئیں۔ پھر ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہی وہ نعمت ہے جس کے متعلق قیامت کے روز تم سے سوال کیا جائے گا۔ جب تم کو اس قسم کی نعمت ملے اور تم اسے کھانے کے لئے اپنے ہاتھ میں لو تو کہو ''بسم اللہ'' اور جب آسودہ ہو جاؤ تو کہو: ''الحمد للہ الذی اشبعنا وأنعم علینا فافضل'' اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو آسودگی بخشی، ہم کو انعام سے نوازا اور ہمارے اوپر مہربانی کی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور چلتے چلتے جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کل ہمارے پاس آنا۔'' (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کوئی شخص آپ کے ساتھ احسان کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اس کے احسان کا بدلہ چکا دیں)، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات نہیں سن سکے تو جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ابو ایوب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ کل تم میرے پاس آنا' حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم میرے سر اور آنکھوں پر۔'' جب دوسرے دن حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک لونڈی (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتی تھی) یہ کہتے ہوئے عنایت فرمائی: ''ابوایوب! اس کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا۔ یہ جب تک ہمارے یہاں رہی ہے ہم نے اس میں سوائے خیر کے کچھ نہیں دیکھا'' وہ لونڈی کو لئے ہوئے گھر لوٹے۔ جب ام ایوب رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو بولیں: ''ابوایوب! یہ لونڈی کس کی ہے؟ ''ہماری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عنایت فرمائی ہے۔'' یہ سن کر ام ایوب رضی اللہ عنہا نے کہا: کتنا عظیم ہے عطا کرنے والا اور کتنا عمدہ ہے یہ عطیہ۔'' حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کہا: ''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔ ہم اس کے ساتھ کون سا رویہ اختیار کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر پورا پورا عمل کر سکیں۔ انہوں نے سوچتے ہوئے کہا: ''اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل کرنے کی اس سے بہتر دوسری کوئی صورت نہیں ہوسکتی کہ اس کو آزاد کر دیں۔ انہوں نے حل پیش کر دیا۔'' آپ کو صحیح راہ سوجھی۔ آپ کو درست بات کی توفیق ملی۔'' ام ایوب رضی اللہ عنہا نے ان کی تائید کی اور جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ نے لونڈی کو آزاد کر دیا۔ یہ جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ کی عام اور روزمرہ کی زندگی کی چند جھلکیاں تھیں۔ اگر آپ کو ان کی مجاہدانہ اور سرفروشانہ زندگی کی کچھ جھلکیاں دیکھنے کا موقع ملے تو یقیناً آپ حیرت اور آنکھوں سے آنسوؤں سے دو چار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی ایک غازی اور مجاہد کی طرح گزاری۔ کہا جاتا ہے کہ وہ عہد نبوی سے لے کر دورِ معاویہؓ تک کسی غزوے سے پیچھے نہیں رہے جو مسلمانوں کو پیش آیا سوائے اس کے کہ وہ کسی دوسرے محاذ پر برسرپیکار ہوں۔ وہ غزوہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا آخری غزوہ تھا۔ جب جناب معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنے بیٹے یزید کی قیادت میں قسطنطنیہ کی فتح کے لئے فوج بھیجی تھی۔ جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ اس وقت کافی عمر رسیدہ تھے، اس وقت ان کی عمر اسی (۸۰) سال کے قریب تھی لیکن یہ کبرسنی ان کو یزید کی فوج میں شامل ہونے اور معرکہ کارزار میں ایک مجاہد کی حیثیت میں داخل ہونے سے نہ روک سکی، وہ فوج میں ایک عام سپاہی کی طرح شریک ہوئے لیکن دشمن کے ساتھ جنگ چھڑے ابھی کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ان کے اوپر بیماری کا ایسا شدید حملہ ہوا جس نے ان کو شرکتِ جنگ سے معذور کر دیا، ان کی شدید علالت کی خبر پا کر قائد سپاہ اسلامی یزید ان کی عیادت کے لئے آیا اور ان سے دریافت کیا: ''ابو ایوبؓ! آپ کی کوئی خواہش ہے؟ جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غازیان اسلام کو میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ ابوایوب کی وصیت ہے کہ دشمن کی سرحد میں اندر تک گھس جاؤ اور مجھے اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاؤ اور میری لاش کو قسطنطنیہ کی فصیلوں کے نیچے دفن کر دو۔ یہ کہتے کہتے میزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ہچکی لی اور طائر روح قفس عنصری سے آزاد ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجاہدین نے صحابی رسول کی آخری خواہش اور وصیت کا پورا پورا احترام کیا۔ انہوں نے دشمن پر پے در پے اور شدید حملے کئے اور اسے دھکیلتے ہوئے فصیلِ شہر تک پہنچ گئے، وہ جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کو ساتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ وہاں ان کی وصیت کے مطابق قبر تیار کی گئی اور اس میں ان کو دفن کیا گیا۔'' زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے۔'' انہوں نے اس کے سوا اور کسی صورت کو پسند نہیں کیا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے میدان جنگ میں گھوڑے کی پیٹھ پر ان کو موت آئے۔ حالانکہ ان کی عمر اس وقت اسی سال کے قریب تھی، اللہ تعالیٰ جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو۔ آمین یارب العالمین۔ ✪

حضرت صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ غازی خان

(وفات: ۲۱ رفروری ۲۰۰۵ء)

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

سرائیکی علاقہ میں اللہ وسایا نام رکھنے کا عام رواج ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں حافظ اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ معروف خطیب گزرے ہیں۔ موصوف شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ نامور خطیب تھے۔ قدرت نے آپ کو بلا کا گلہ دیا تھا۔ جہیر الصوت تھے۔ معروف نعت خواں جناب صوفی محمد بخش مرحوم اور حافظ اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ ان دو حضرات کے متعلق عام مشاہدہ ہے کہ جب یہ حضرات زور سے آواز بلند کرتے تو ان کی آواز اسپیکر پر غالب آجاتی تھی اور اسپیکر پر بالکل چھا جاتے تھے۔ حافظ اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ خطیب تھے۔ خوبصورت آواز اللہ تعالیٰ نے آپ کو ودیعت کی تھی۔ حافظہ اتنا اچھا تھا کہ جو سنتے تھے یاد ہوجاتا تھا۔ ان کے مترنم بیان کو سن کر چلتی دنیا رک جاتی تھی۔ میٹھے رسیلے خطیب تھے۔ حافظ اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ نابینا تھے۔ ظریف الطبع تھے۔ ان کے بعد ان کے ایک اور ہم نام نے ڈیرہ غازی خان میں بہت نام پایا اور وہ ہمارے بزرگ بھائی حضرت مولانا صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مولانا صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ غازی خان کے معروف قصبہ ''ثمینہ'' کے رہائشی تھے۔ گھلو برادری سے تعلق تھا۔ ان کے والد متوسط طبقہ کے زمیندار تھے۔ آپ نے جامعہ خیرالمدارس ملتان سے دورہ حدیث شریف کیا۔ سرائیکی کے ایک اور نامور خطیب حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ارکان میں سے تھے۔ ڈیرہ غازی خان میں تقریر کے لئے گئے تو نوجوان عالم دین مولانا صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ کو مجلس تحفظ ختم نبوت میں گھیر لائے۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی

> **ایک وقت میں آپ ڈیرہ غازی خان کی دینی پہچان بن گئے۔ کوئی دینی ادارہ یا جماعت ان کے مشورہ کے بغیر نہ چلتی تھی۔ علماء میں ان کی مثال ستاروں میں چاند کی سی تھی**

سرپرستی اور مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی نے مولانا صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ کو خالص سونا بنادیا۔

ڈیرہ غازی خان مولانا صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ تبلیغ مقرر ہوا۔ آپ نے اس زمانہ میں ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کا چپہ چپہ چھان مارا۔ کوئی علاقہ اور بستی ایسی نہ تھی جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخ قائم نہ کی ہو۔ کام کی وسعت کے پیش نظر ایک زمانہ میں ڈیرہ غازی خان اور کوئٹہ کی مجلس کی علیحدہ رپورٹ شائع ہوتی تھی۔ جو مرکزی روئیداد کے علاوہ ہوتی تھی۔ داجل اور پہاڑی علاقوں میں اونٹوں پر سفر کرنا اور پیدل چلنا، ان سب متذکرہ حضرات کے ساتھ سال بھر میں ایک دوبار پورے ضلع کے تبلیغی اسفار کا ہونا، ایک معمول تھا۔ مولانا صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ کی شبانہ روز محنت کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا۔ ایک وقت میں وہ ڈیرہ غازی خان کی دینی پہچان بن گئے۔ کوئی دینی ادارہ یا جماعت ان کے مشورہ کے بغیر نہ چلتی تھی۔ علماء میں ان کی مثال ستاروں میں چاند کی سی تھی۔ رنگ سانولا، قد متوسط، جسم بھاری۔ گفتگو میں ربط کے قائل نہ تھے۔ ہمیشہ عشق ومستی کی زبان بولتے۔ جو بات کرتے جذبہ سے کرتے۔ دل سے نکلتی تھی اور دلوں پر پڑتی تھی۔ خدمت خلق کا جذبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا۔ غریب، مسکین، پسے ہوئے پسماندہ لوگ آتے اور آپ ان کے تھانوں اور کچہریوں کے کام کرواتے تھے۔ مقدر کے دھنی تھے۔ جہاں جاتے کام کرا کر واپس لوٹتے تھے۔ سیدھی لٹھ چلانے کے عادی تھے۔ بل، فریب اور لگی لپٹی کے قائل نہ تھے۔ ان کے جذبہ عشق

وستی نے ان پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے۔ ضلعی وڈویژنل انتظامیہ کا ان کے موقف کو ماننے بغیر چارہ نہ ہوتا تھا۔ دوست پرور تھے۔ جس سے دوستی ہوگئی اسے عمر بھر نبھاتے تھے۔ جس افسر سے ایک بار ملنا ہوجاتا وہ زندگی بھر آپ کا گرویدہ ہوجاتا۔ آپ ان تعلقات سے غریب لوگوں کے کام نکلواتے۔ خدمت خلق اور جذبہ صادق نے آپ کو علاقہ کا ہر دل عزیز بلکہ بے تاج بادشاہ بنادیا تھا۔ متوکل علی اللہ تھے اور یہی ان کا سرمایہ تھا۔ دوست ان پر جان چھڑکتے تھے۔ گھر سے پیدل نکلے۔ سواری کرائی۔ راستہ میں دوست مل گیا۔ تیل ڈلوایا، چل پڑے۔ ہفتہ بھر میں ضلع بھر کا دورہ مکمل کرکے آگئے۔ جو ملا کرایہ ادا کردیا۔ خالی جیب گھر سے جاتے اور اسی طرح واپس آجاتے تھے۔ جس پولیس افسر سے دوستی ہوئی تو پولیس کی گاڑی، پولیس کی نگرانی، پولیس ڈرائیور۔ یوں علاقہ میں تبلیغی دورے کرتے تھے۔ آپ کی ایسی دھاک بیٹھ گئی تھی کہ بڑے سے بڑے سردار آپ کے نام سے خم کھاتے تھے۔ ڈیرہ غازی خان کے درودیوار پر آپ کی جرأتوں وبہادری کے نشان ثبت ہیں۔

ایک بار کمپنی باغ ڈیرہ غازی خان کے جلسہ عام میں ایک وزیر سرمایہ دار تقریر میں دین دار طبقہ کو رگید رہے تھے۔ مولانا صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ہوئی۔ اکیلے جادھمکے۔ اتفاق سے نماز کا وقت تھا۔ قریبی مسجد پیارے والی میں آذان دی۔ لوگ آپ کی آواز سے مانوس تھے۔ ان کے کان کھڑے ہوئے۔ آذان کے اختتام پر اعلان کیا کہ آؤ لوگو! نماز کی طرف۔ حاضرین یکدم اٹھے۔ مسجد بھر گئی۔ جلسہ اجڑ گیا۔ وزیر صاحب کی تقریر ختم ہوگئی۔ رعونت اقتدار رخصت ہوگئی۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سپیکر پر نماز پڑھائی۔ دعا میں پوری تقریر کا جواب ہوگیا۔ یوں اکیلے آپ کی جرأت نے اقتدار کو چاروں شانے چت کردیا۔ اس طرح کے واقعات شب وروز ان کی زندگی کا عام معمول تھا۔ آپ کی گدائے فقیر، صدائے بے نواء پر لوگ شہد کی مکھیوں کی طرح جمع ہوجاتے تھے۔ علاقہ بھر میں آپ کے نام کی گونج تھی۔ آپ کی دھاک بیٹھ گئی تھی۔ بڑے بڑے سورماؤں کے آپ کے نام سے پتے پانی ہوجاتے تھے۔

ایک بار کوٹ قیصرانی کے قریب بستی شیر خان میں میر مند قادیانی زمیندار کو مسجد کے کونہ میں دفن کردیا گیا۔ آپ کو پتہ چلا تو سینہ سپر ہوگئے۔ علاقہ کے تمام مکاتب فکر کو جمع کیا۔ آگ پانی کو جمع کرکے قادیانیوں کے مقابل لاکھڑا کیا۔ خانقاہ عالیہ تونسہ شریف کے خاندان کے چشم وچراغ خواجہ عبدمناف کو ساتھ ملایا۔ مذہب وسیاست کے سربرآوردہ حضرات کو یکجا کرکے تحریک کی نیو اٹھائی۔ جلسے ہوئے۔ ٹبی قیصرانی کے جلسہ میں قادیانیوں نے آدمی بھیج کر پتھراؤ کیا۔ آپ شیر غرّاں کی طرح ڈٹ گئے۔ جلسہ کامیاب ہوا۔ ٹبی سے تحریک تونسہ شریف تک پھیل گئی۔ دن رات کے جلسوں نے تحریک کو پروان چڑھایا۔ تب ربوہ کے قادیانی علی الاعلان دعوے کرتے نہ تھکتے تھے کہ اب مولویوں کا مقابلہ سرمایہ دار، زمیندار، وڈیرے، جاگیردار، تمن دار سے ہے۔ قادیانیوں کے لمبے ہاتھ۔ خود بھی مرنے والا علاقے کے رواج کے مطابق اپنے قبیلہ کا سردار تھا۔ ضلعی انتظامیہ ان کے زیر اثر تھی۔ تب ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کے ایک مرحلہ پر وفاقی وزارت مذہبی امور کے زیر اہتمام قادیانی مسئلہ پر ایک کمیٹی قائم ہوئی۔ مذہبی امور کے وزیر ملک خدا بخش ٹوانہ تھے۔ جونیجو صاحب نے ان کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ ڈیرہ غازی خان جاکر مسئلہ کو حل کریں۔ یہ دفع الوقتی تھی یا بعد میں قادیانی دباؤ کہ انہوں نے تاریخ مقرر کرکے ملتوی کردی۔ مولانا صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ نے ڈیرہ غازی خان میں جلسہ عام کا اعلان کردیا۔

اجتماع جمعہ ایک گراؤنڈ میں ہوا۔ جمعہ کے بعد جلوس نے ایس پی وڈی سی آفس جانا تھا۔ ہزاروں خلق خدا کے جلو میں تمام دینی جماعتوں کے ضلعی سربراہوں کے ہمراہ آپ روانہ ہوئے۔ شہر کے درودیوار جھوم اٹھے۔ آگے مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی جلوس میں آشامل ہوئے۔ فقیر راقم ابتدائی جلسوں سے آج کے جلوس تک صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ کے زیر قیادت شریک رہا تھا۔ اس جلسہ میں لاہور سے شیعہ مکتب فکر کے رہنما جناب علی غضنفر کراروی بھی شریک ہوئے۔ جلوس کے شروع ہوتے ہی ممکنہ حالات کو سامنے رکھ کر فقیر نے ان کو دفتر بھجوادیا کہ آپ آرام کریں۔ جلوس کے بعد اکٹھے ملتان چلیں گے۔ پورے ضلع سے کارکنوں کی نمائندگی موجود تھی۔ بلاشبہ ہزاروں کا جلوس تھا۔ ڈی سی، ایس پی نے باہر نکل کر بات چیت کرنا چاہی۔ فقیر نے جاکر صوفی اللہ وسایا رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کان میں کہا کہ مولانا! اب وقت ہے جلوس کی طاقت آپ کی پشت پر ہے۔ انتظامیہ سے قادیانی مردہ کے اخراج کے لئے کل کی تاریخ طے کرالو۔ جلوس پرامن منتشر کردو۔ کل پولیس افسران کے ہمراہ آپ جائیں اور قادیانی مردہ نکلوا کر آئیں۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصر تھے کہ یہ ابھی چلیں۔ جلوس کے ہمراہ جائیں گے۔ لیکن یہ کسی طرح ممکن نہ تھا۔ میری بات سن کر

صوفی اللہ وسایا علیہ الرحمۃ روپڑے کہ حکومت جھوٹے وعدے کرتی ہے۔مہینہ ہوگیا ہے۔مجھے سمجھیں کہ میں کربلا میں اکیلا کھڑا ہوں۔میرے لئے صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کو اس ماحول میں قائل کرنا مشکل ہوگیا۔میں پیچھے ہٹ آیا۔پولیس نے لاٹھی چارج شروع کردیا۔صوفی صاحب علیہ الرحمۃ بھاری جسم کے تھے۔حضرت تونسوی صاحب علیہ الرحمۃ بوڑھے تھے۔پولیس کی زد میں آ گئے۔خوب لاٹھی چارج ہوا۔کئی رہنما زخمی ہوگئے۔ان دنوں فقیر ہلکے جسم کا تھا۔جان بچی، لاکھوں پائے۔تب بریلوی مکتب فکر کے رہنما جناب محمد خان لغاری بھی زخمی ہوئے۔سب حضرات کو بیسیوں رفقاء سمیت زخمی حالت میں گرفتار کرلیا گیا۔فقیر افراتفری میں دفتر آیا۔مولانا کراروی کو ساتھ لیا اور ملتان کے لئے عازم سفر ہوا۔تھوڑی دیر بعد دفتر پر چھاپہ پڑا اور موجود سب حضرات بھی حوالہ زندان ہوگئے۔

پولیس افسران کے وحشیانہ آپریشن سے ایک بار سراسیمگی پھیل گئی۔ریڈیو اور اخبارات میں خبر آئی۔قومی اسمبلی میں تحریک التواء پیش ہوئی۔ہم نے جلسوں اور مظاہروں کا اعلان کردیا۔حکومت کی وعدہ خلافی کو کوسا گیا۔اس دور کے حکمرانوں میں کچھ احساس تھا۔ٹی وی پر پوری قوم کے سامنے وعدہ خلافی کے الزام کے سامنے ٹھہر نہ سکے۔پولیس گئی۔قادیانی تمن دار کی لاش مسجد سے نکال کر ان کی اپنی حویلی میں دبا دی گئی۔

صوفی اللہ وسایا علیہ الرحمۃ فاتح شیر گڑھ بن گئے۔قادیانیوں پر اوس پڑ گئی۔قادیانی غیر مسلم ہیں۔مسلمانوں کے قبرستان علیحدہ۔غیر مسلموں کے مرگھٹ علیحدہ۔یہ مال کے کاغذات میں تقسیم وفرق موجود ہے۔پوری مغربی دنیا میں مسلم، غیر مسلم قبرستانوں میں یہ تمیز موجود ہے۔لیکن جان کر قادیانی خود کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرکے آئین سے انحراف کے مرتکب ہوتے ہیں۔قادیانی قیادت جان کر قادیانیوں کے مردے خراب کراکر قوم کو الّو بناتی ہے اور خود کو مظلوم ثابت کرتی ہے۔اس تحریک کا فائدہ یہ ہوا کہ شادن لنڈ میں چالیس قادیانی مسلمان ہوگئے کہ جناب! دنیا میں مسلمانوں سے ہم علیحدہ۔مرنے کے بعد بھی مسلمانوں میں دفن نہ ہوسکیں تو لعنت ہے اس قادیانیت پر۔خود اس قادیانی تمن دار کا ایک قریبی عزیز، بیٹا یا پوتا ایک مرحلہ پر صوفی اللہ وسایا علیہ الرحمۃ کے پاس آیا۔قادیانیت ترک کرنے کا ارادہ کیا۔صوفی اللہ وسایا علیہ الرحمۃ نے فقیر کو فون کیا کہ کیا کرنا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کوئی سیاسی چال نہ ہو۔فون بند کیا۔اس سے اشٹام لکھوایا۔مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط لے کر فارغ کردیا۔مجھے فون کیا کہ توبہ کرادی۔میں نے کہا آپ نے جلدی کی۔معاملہ کو تھوڑا سوچ لیا ہوتا۔کہنے لگے کہ مرزا قادیانی کو اس نے کافر کہا۔قادیانیوں کی ذلت ہوئی۔ان سے اس کی لڑائی ہوئی۔دشمن کمزور ہوا۔یہ نہ سہی اس کی اگلی نسل سے قادیانیت کے جراثیم بھی ختم ہوجائیں گے۔اگر پھر مرتد ہوا۔ہم زندہ، تو پھر دمادم مست قلندر کرنے میں کیا دیر لگتی ہے۔میدان بھی ہے۔سواری بھی ہے۔شاہسوار بھی ہے۔

غرض خوب آدمی تھے۔پھر قادیانی مردوں کے اخراج از قبرستان ہائے مسلم کی تحریک کو پروان چڑھایا۔پورے ضلع کو صاف کردیا۔رہے نام اللہ کا۔اس قسم کے ان کے مجاہدانہ کارناموں سے تاریخ بھری ہے۔مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز رہنماؤں میں سے تھے۔جرأتمند، باہمت، بہادر انسان تھے۔ان کا دل آئینہ کی طرح صاف تھا اور زبان نفاق سے پاک تھی۔جو کہتے تھے کرکے دکھاتے تھے۔آخر وقت تک مرد غازی اور مجاہد کی طرح ستیزہ کار رہے۔آخری عمر میں شوگر نے کمزور کردیا۔دل ودماغ آخر تک متحرک رہے۔یہی مومن کی شان ہے۔

۲۱/فروری ۲۰۰۵ء کو انتقال ہوا۔ ۲۲/فروری کو مثالی جنازہ ہوا۔ضلع بھر کے لوگ قافلہ در قافلہ آئے۔عدیم النظیر حاضری تھی۔آپ کے استاذ حضرت مولانا محمد قاسم نے جنازہ پڑھایا۔آبائی قبرستان میں خلد نشین ہوئے۔

قند مکرر:

کوٹ قیصرانی، تحصیل تونسہ، ضلع ڈیرہ غازی خان میں امیر مند نامی ایک قادیانی کو اس کی اولاد نے مسلمانوں کی مسجد کے صحن میں دفن کردیا۔یہ لوگ علاقے کے چوہدری تھے۔مسلمان قوم غریب تھی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو پتا چلا تو اشتہارات شائع کئے، لٹریچر تقسیم کیا۔کانفرنسیں منعقد کیں۔ملک بھر کے علماء گئے۔پورے تونسہ کی تحصیل کو سراپا احتجاج بنادیا۔مولانا صوفی اللہ وسایا علیہ الرحمۃ اور خانقاہ تونسہ کے چشم وچراغ خواجہ مناف صاحب اس تحریک کے روح رواں تھے۔عالمی مجلس کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد علیہ الرحمۃ کی شفقت ومحبت، سرپرستی وتعاون ان کو حاصل تھا۔تحریک پھیلتی گئی۔مرزائی قیادت اور اس کی اولاد کی چوہدراہٹ وسرداری نے اسے برادری کی عزت کا مسئلہ بنادیا۔مرنے مارنے پر تل گئے۔حکومتی ارکان نے کہا کہ: جناب! اگر اس کی قبر کشائی کی گئی تو بلوچستان کے پہاڑوں سے آزاد قبائل کی قیصرانی

برادری لڑنے کے لئے نیچے آجائے گی۔ علاقہ میدان جنگ بن جائے گا۔ گویا ایک مردود کے مردے کو نکالنا کشمیر کو فتح کرنے کا میدان قرار دے دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے محمد خان جونیجو وزیراعظم کو کہا، انہوں نے پنجاب کے مذہبی امور کے وزیر جناب خدا بخش ٹوانہ کی ڈیوٹی لگائی۔ وعدے کے باوجود وہ موقع پر نہ آئے۔ حکومتی ارکان محض حیلہ بہانہ سے اس تحریک کو لمبا کر کے ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے۔ ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا توں توں مرزائی نواز کہتے جارہے تھے کہ جی اب اتنا وقت ہو گیا ہے، دفع کرو، اب کیا فائدہ؟

تحریک کے رہنما، تحریک کا الاؤ روشن رکھنے میں مصروف تھے۔ امید و یاس کی کیفیت طاری تھی۔ علاقہ بھر میں اشتعال تھا، کوٹ قیصرانی میں مرزائیوں نے مسلح آدمی بلوائے، ان کو ایک مکان پر رکھا۔ صبح وشام بکرے ذبح ہو رہے ہیں۔ دیگیں پک رہی ہیں۔ گپ شپ جاری ہے۔ شام کو مسلح جلوس نکال کر اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے مسلمانوں کو ہراساں کیا جارہا ہے۔ یہ بات عالمی مجلس کے راہنماؤں کے لئے پریشان کن تھی۔ راہنماؤں نے فیصلہ کیا کہ اب تونسہ میں نہیں بلکہ ضلعی ہیڈ کوارٹر پر احتجاج کیا جائے۔ پورے ضلع کے مسلمان جمع ہوئے۔ قافلے آئے، پولیس نے ناکہ بندی کی جو توڑ دی گئی۔ سارا ضلع جمع ہوا۔ احتجاجی جلسے کے بعد جلوس نکالا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ بیسیوں زخمی ہوئے۔ سینکڑوں گرفتار کر لئے گئے۔ تین دن تک ہر داڑھی والے کو پولیس پکڑ کر تھانے میں لے جاتی تھی۔ اس ظلم وستم کے خلاف قومی اسمبلی میں آواز اٹھائی گئی۔ دشمن رسوا ہوا مرزائی ہار گئے۔ مرزائی نوازوں کے منہ کالے ہو گئے۔ حق کا بول بالا ہوا۔ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ حکومت مجبور ہو گئی۔ بالآخر جا کر کوٹ قیصرانی کا پولیس نے گھیراؤ کیا۔ مرزائیوں کو گرفتار کیا۔ چوہڑوں کو بلوا کر قبر کشائی کرائی۔ مردود مرزائی کی لاش نکال کر مرزائیوں کے گھر کے صحن میں دبادی گئی۔ اس تحریک میں جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے مشن میں کامیابیاں ہوئیں اور جس طرح مرزائیت کو بیک گیئر لگا، اس کی صورتحال یہ ہے:

✪......مرزائیوں نے اپنے مردے کو عام علیحدہ اپنے مرگھٹ میں دفن کرنے کے بجائے اپنے گھر میں دفن کیا۔ مرزائیوں کے ہاتھوں قدرت نے یہ ایسا کام کرایا کہ اگر علیحدہ مقام پر دفن ہوتا تو مرزائی چند دن کے بعد اس سانحہ کو بھول جاتے۔ اب صبح وشام اپنے گھر آتے جاتے اس کی قبر کو دیکھ کر اوپر والے بھی جل رہے ہیں اور نیچے والا بھی جل رہا ہے۔ یہ حسد کی آگ میں اور وہ جہنم کی آگ میں۔

✪......اس تحریک سے علاقہ بھر میں مرزائیت کے خلاف نفرت کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ مرزائیوں کی چوہدراہٹ وسرداری کا بھوت ہوا ہوا۔

✪......مرزائیت پر اتنی اوس پڑی کہ اس مردے کے خاندان پوتے وغیرہ میں بعض حضرات کو اللہ رب العزت نے مرزائیت سے توبہ کی توفیق بخشی۔ فالحمدللہ!

✪......شادن لُنڈ، ڈیرہ غازی خان میں تقریباً چالیس قادیانی افراد مسلمان ہوئے۔ ان میں ایک ماسٹر غلام حیدر بھی تھا جو اسّی سال سے زیادہ عمر کا تھا۔ اس نے ختم نبوت کانفرنس شادن لُنڈ میں مولانا خواجہ خان محمدؒ کی صدارت میں اپنے ایمان لانے کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا کہ: ”میں نے اپنی قادیانیت کے زمانے میں مولانا لال حسین اخترؒ سے مناظرے کئے، میں مرزائیت کا سرگرم مبلغ تھا۔ مگر میرمند مرزائی کے مردے کا حشر دیکھ کر میرے دل نے گواہی دی کہ مرزائیت کو قبول کر کے ہم لوگ دنیا میں رسوا ہوئے۔ اگر مر کر بھی مرزائیت کی وجہ سے ہماری لاش خراب ہو تو اس مذہب کا کیا فائدہ جو دنیا و آخرت میں ذلت ورسوائی کا سامان کرے؟“

✪......اس تحریک کے بعد تقریباً بیس مرزائی مردے صرف ڈیرہ غازی خان کے علاقے میں مسلمانوں کے قبرستانوں سے علیحدہ کئے گئے۔ یوں کفر واسلام کے درمیان حد قائم ہوئی کہ مرزائی مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہوسکے۔

✪......اس واقعے کے بعد پورے ملک میں تحریک شروع ہوئی۔ کئی مرزائی مردے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مسلمانوں کے قبرستانوں سے نکلوائے۔ بالآخر حکومت نے گزٹ نوٹیفکیشن کے ذریعے اعلان کیا کہ کوئی مرزائی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں آئندہ قانوناً دفن نہ ہوگا۔

✪...... ۱۹۸۸ء کے الیکشن میں مرزائی مردہ میرمند کا داماد الیکشن میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کھڑا ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مدافعت کی۔ چنانچہ یہ الیکشن ہار گیا۔

✪......اس تحریک میں جب ڈیرہ غازی خان میں جلوس لاٹھی چارج ہوا تو زخمی ہونے والوں میں مولانا عبدالستار تونسویؒ بھی تھے۔ دن کو زخمی ہوئے رات کو خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (چمنستانِ ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ، ج:۱، ص:۴۳۳ تا ۴۳۸) ✪✪

قادیانیت: دشمن اسلام طبقہ

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

متبعینِ غلام احمد قادیانی:

آج کل ایک فرقہ مرزا غلام احمد کا متبع ہے جو ایک طرف تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہے اور دوسری طرف ان تمام پیشینگوئیوں کا مصداق جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کو سمجھتا ہے۔ یہ فرقہ بھی حکومت متسلطہ کے ملعون دور کی پیدائش ہے اور چونکہ اس کے قیام و بقا کا انحصار حکومت برطانیہ کی وفاداری اور خوشامد پر ہے، اس لئے حکومت بھی اس کی سرپرستی کرتی ہے اور اس کے اعزاز میں کوئی کمی نہیں کرتی۔ یہ فرقہ آہستہ آہستہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو متاثر کر رہا ہے۔ اگرچہ بظاہر اس کے دو حصے ہوگئے ہیں، مرزا غلام احمد اور حکیم نورالدین کی موت کے بعد غلام احمد کی ذریت دو حصوں میں منقسم ہوگئی ہے۔ ایک حصہ پر غلام احمد کے بیٹے مرزا محمود کا قبضہ ہے اور دوسرے پر محمد علی لاہوری قابض ہے۔ محمود کی پارٹی تو غلام احمد کو صراحتاً نبی کہتی ہے اور یہ دعویٰ نہایت بے باکی اور جرأت سے کرتی ہے، اسی لئے وہ مرزا غلام احمد کے منکرین کو کافر کہتی ہے۔ ان کی جنازے کی نماز پڑھنے کو حرام کہتی ہے۔ اس پارٹی کے نزدیک ہر وہ مسلمان کافر ہے جو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا۔ رہی لاہوری پارٹی تو وہ مرزا صاحب کو نبی نہیں کہتی بلکہ ان کو مجدد مانتی ہے، اس کا بیان یہ ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا، اگر وہ نبوت کا دعویٰ کرتے تو ہم ان کو نبی مانتے۔ گویا ان کی نبوت کا انکار اس بنا پر ہے کہ نبوت ان کے دعاوی میں شامل نہیں ہے، اگر مرزا صاحب اپنے کو نبی کہتے تو ان کو ماننے میں کیا عذر ہوسکتا تھا، لیکن یہ ضرور ہے کہ مرزا صاحب کو ان تمام پیشینگوئیوں کا مصداق مانتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کی تھیں، وہ مرزا صاحب کو مجدد کہتے ہیں لیکن عام مجدد نہیں شمار کرتے۔ مرزا صاحب ایسے مجدد نہ تھے جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہم تھے، بلکہ ان کے نزدیک مرزا صاحب ایک خاص مجدد ہیں جو ان پیشینگوئیوں کے ماتحت آئے ہیں جو ابن مریم کے متعلق کی گئی ہیں۔ یہ پارٹی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی قائل ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی منتظر نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی ان کی دونوں پارٹیوں کے متعلق مجھے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی مضحکہ خیز ہفوات اتنی مشہور ہو چکی ہیں کہ کوئی سمجھ دار اور پڑھا لکھا آدمی ان پر یقین نہیں کرسکتا۔

مرزا کا کچا چٹھا:

مرزا صاحب کا کچا چٹھا جتنا مجھے معلوم ہے شاید ہی اتنا کسی کو معلوم ہوگا کیونکہ مرزا صاحب کی بڑی بیگم ہمارے ہی محلے کی لڑکی ہے۔ خواجہ میر درد کے خاندان سے ہے۔ جب مرزا صاحب کو محمدی بیگم سے عشق ہوا ہے اور وہ اس سے نکاح کرنے کی کوشش میں مصروف ہوئے ہیں اور ترغیب و ترہیب کا طومار باندھا ہے اور اپنی بہو کو طلاق دلوانے کی دھمکی دی ہے اور اپنے لڑکے کو عاق کر دینے کا عامیانہ اور جاہلانہ خوف دلایا ہے تو اس وقت بڑی بیگم بہت پریشان تھیں۔ ایک طرف مرزا صاحب محمدی بیگم کی فکر میں مبتلا تھے اور دوسری طرف بڑی بیگم نے گنڈے اور تعویذوں کا پُل باندھ رکھا تھا۔ بڑی بیگم کے عزیز و اقربا مصری پڑھوا کر دہلی کے حاجی اکبر سے بھیجا کرتے تھے، بیسیوں تعویذ اور مصری کی ڈلیاں دہلی سے جاتی تھیں کہ مرزا صاحب کا دل محمدی بیگم سے پھر جائے۔ وہاں عرش پر نکاح خوانی ہوئی تھی اور دہلی میں شاہ کلی کی ڈگڈگی والے محلے میں حاجی اکبر کے مکان پر وہ نکاح توڑا جاتا تھا۔ بڑی بیگم اپنے میکے میں لکھ لکھ کر بھیجا کرتی تھیں کہ خدا کے واسطے کوئی علمی یا سفلی ایسا کرو کہ بڈھے کا دل محمدی بیگم سے ہٹ جائے۔ یہ کمبخت اس کی محبت میں اندھا ہوگیا ہے اور تمام دولت خاک میں ملائے دیتا ہے۔ آخر بڑی بیگم کا گنڈا تعویذ کامیاب ہوگیا اور مرزا صاحب اس عالم سے بے نیل مرام گئے۔

چونکہ بڑی بیگم کوچہ چیلاں کی رہنے والی ہیں، اس لئے مجھے اس خاندانِ نبوت اور خاندانِ مجددیت کے تمام احوال معلوم ہیں اور خدا کا شکر ہے جس

طرح خاتم المرسلین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر میرا ایمان ہے، اسی طرح غلام احمد کے کذب اور دجل اور اس کے گمراہ ہونے پر میرا ایمان ہے اور میں اپنے اذعان و یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جس قدر مرزا غلام احمد اور اس کے متبعین نے اسلام کو نقصان پہنچایا ہے اور اسلام کے مقابلے میں عیسائیت اور عیسائی حکومت کی خدمت انجام دی ہے اتنی دشمنی آج تک کسی طبقے نے منظم شکل میں نہیں کی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں اصل مضمون سے بہت دُور چلا جاؤں گا، ورنہ میں نصرت بیگم جو بڑی بیگم کے نام سے مشہور ہیں، اور اب ام المؤمنین کہلاتی ہیں ان کے واقعات سے آپ کو مطلع کرتا۔ میں اس امر کی کوشش کررہا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے اور آسمان سے نازل ہونے کے متعلق تمام احادیث کو ایک جگہ جمع کردوں تاکہ مسلمانوں کو یہ تو معلوم ہوجائے کہ قیامت کے قریب جو ابنِ مریم آسمان سے نازل ہونے والا ہے وہ قادیان کا مرزا غلام احمد نہیں ہے۔

ناقابل تاویل الفاظ:

میں تو کبھی کبھی ان ملاعنہ سے کہا کرتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن الفاظ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر کیا ہے اور جو اوصاف ان کے متعلق بیان کئے ہیں حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ کا پتا بتاتے ہوئے یہ بھی فرمادیا: ’’انہ لیس بینی و بینہ نبی‘‘ وہ عیسیٰ آئے گا جس کے درمیان اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، یعنی وہی ابن مریمؑ کہ اس کے بعد میں ہی نبی آیا ہوں، میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا۔ اسی طرح قرآن نے نہایت صاف الفاظ میں فرما دیا: ’’وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ‘‘ یہود نے حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اگر اتنے صاف اور صریح الفاظ بھی تم کو مطمئن نہیں کرسکتے اور تم اس پر مجبور ہو کہ حضرت عیسیٰ کو مردہ کہو اور غلام احمد کو آسمان سے آنے والا ابن مریم سمجھو تو اب تم ہی بتاؤ کہ خدا تعالیٰ کیا الفاظ بولتا اور قرآن میں کون سے الفاظ بھیجتا جو تم مطمئن ہوتے اور عام مسلمانوں کی طرح حضرت عیسیٰ کو زندہ مانتے اور ان کو آنے والا سمجھتے اور مرزا غلام احمد کو مفتری کہتے۔ ان ملاعنہ سے دریافت کرو کہ تم وہ الفاظ بتاؤ جو ناقابل تاویل ہوں۔ غضب خدا کا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں: میرے بعد کوئی نبی نہیں، دیکھو! میرے بعد تیس آدمی کذاب اور دجال یکے بعد دیگرے آئیں گے، ہر ایک ان میں سے اپنے کو نبی کہے گا، لیکن تم یاد رکھو! میں آخری نبی ہوں، وہ سب جھوٹے ہوں گے، ان کا یقین نہ کرنا۔ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ اس صراحت کے بعد بھی یہ غلام احمد کو نبی کہتے ہیں اور جرأت و دلیری کے ساتھ کہتے ہیں، میں ان مردود و ملاعنہ سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے اور کن الفاظ میں اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان کرتے جو تم مطمئن ہوجاتے اور کسی نبی کہنے والے کو جھوٹا اور کاذب سمجھتے۔ وہ ناقابل تاویل الفاظ تم ہی بتاؤ کہ جن کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہوجاتا، ان ظالموں نے نبوت کا دروازہ کھول کر اسلام کا امان غارت کردیا۔ مسلمان اس خطرے سے مطمئن تھے کہ خدا دو نہیں ہوسکتے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہیں آسکتا، لیکن ان ظالموں نے ختم نبوت کا دروازہ ڈھا کر دین کی تباہی کا ایسا خوفناک اقدام کیا ہے کہ جس کی تلافی ناممکن ہے۔ سیاسی اعتبار سے تو ان ملاعنہ کا وجود ہندوستان میں جس قدر مضر ہے اس کا تو کچھ کہنا ہی نہیں۔ مذہبی اعتبار سے بھی ان موذیوں نے اسلامی عقائد کو جو نقصان پہنچایا ہے شاید اس کی تلافی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد ہی ہو تو ہو۔‘‘ (بحوالہ: ’’تقریر سیرت کامل‘‘ از سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، صفحہ: ۹۳ تا ۹۶، ط: ادارہ بیان القرآن، لاہور، ۱۹۹۲ء)

قاری رفیق اللہ بنگالیؒ .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری رفیق اللہ بنگلہ دیش بننے سے پہلے تعلیم کے لئے کراچی اور حیدرآباد آگئے۔ قرآن پاک حفظ کیا، ابتدائی کتب پڑھیں، آگے نہ چل سکے۔ مولانا نذیر احمد خانؒ حیدرآباد کے مبلغ تھے، ان سے دوستانہ لگا اور دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں خدمت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور مولانا نذیر احمد خانؒ کے بعد بھی ایک عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا، جب جانا ہوتا انتہائی محبت وعقیدت سے پیش آتے۔ مختلف مقامات پر ہونے والے دینی پروگراموں میں لے جاتے، اعلان کراتے، بیان کرواتے، بہت ہی خوبیوں والے انسان تھے اور وسیع تعلقات رکھنے والے اور تعلق بنانے کے ماہر تھے۔ دسمبر ۲۰۲۲ء کے درمیان حیدرآباد جانا ہوا تو ساتھیوں نے بتلایا کہ مرحوم رحلت فرماگئے اور راقم بھی پروگراموں کی کثرت کی وجہ سے بھول گیا۔ جنوری کے پہلے دس دن چناب نگر جامعہ ختم نبوت میں تخصص والی کلاس کو ’’التصریح بما تواتر فی نزول المسیح‘‘ کا سبق عرصہ دراز سے راقم خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ اس دوران مولانا توصیف احمد نے یاد دلایا۔ موصوف کی وفات کو تقریباً ایک سال گزر رہا ہے۔ ۱۱ فروری ۲۰۲۲ء کو ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ آمین۔ یاالہ العالمین۔

مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں!

چھٹی قسط

مولانا سعد کامران

مرزا صاحب کی جھوٹی پیشگوئی نمبر ۱۰:

مرزا صاحب اور پادری آتھم:

مرزا صاحب کو اپنی سستی شہرت حاصل کرنے کا بہت شوق تھا، مرزا صاحب نے ایسا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا، جس سے ہلکی سی بھی شہرت مل سکے، لیکن میرے اللہ نے ہر جگہ مرزا صاحب کو ذلیل کیا، حتیٰ کہ عیسائیوں کے مقابلے میں بھی ذلت مرزا صاحب کا مقدر بنی۔

آیئے! مرزا صاحب کی عیسائی پادری آتھم کے ہاتھوں جو درگت بنی، اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”مجھے خدا نے اپنی طرف سے قدرت دی ہے کہ کوئی پادری میرے مقابلے میں مباحثے پر ٹھہر نہیں سکتا اور میرا رعب عیسائی علماء پر خدا نے ایسا ڈال دیا ہے کہ ان کو طاقت نہیں رہی کہ میرے مقابل پر آسکیں۔ چونکہ خدا نے مجھے روح القدس سے تائید بخشی ہے اور اپنا فرشتہ میرے ساتھ کیا ہے، اس لئے کوئی پادری میرے مقابلے پر آ ہی نہیں سکتا، یہ لوگ بلائے جاتے ہیں، پر نہیں آتے، اس کا یہی سبب ہے کہ ان کے دلوں میں خدا نے ڈال دیا ہے کہ اس شخص کے مقابل پر ہمیں بجز شکست کے اور کچھ نہیں۔“ (تحفہ گولڑویہ، ص:37، مندرجہ روحانی خزائن، ج:17، ص:149,150)

ایک اور جگہ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”میں نے بارہ ہزار کے قریب خط اور اشتہار الہامی برکات کے مقابلے کے لئے غیر مذاہب کی طرف روانہ کئے بالخصوص پادریوں میں سے شاید ایک بھی نامی پادری یورپ، امریکا اور ہندوستان میں باقی نہ رہا ہوگا، جس کی طرف خط رجسٹری کر کے نہ بھیجا گیا ہو، مگر سب پر حق کا رعب چھا گیا، مجھے یہ قطعی طور پر بشارت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مخالف دین میرے مقابلے کے لئے میرے مقابلے پر آئے گا تو میں اس پر غالب ہوں گا اور وہ ذلیل ہوگا۔“ (مکتوبات احمدیہ، ج:2، ص:187، خط بنام نواب محمد علی خان، جدید ایڈیشن 2008ء)

مرزا صاحب کی ان دو تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے ملہم نے مرزا صاحب کو بتایا تھا کہ کوئی پادری تیرے مقابلے پر نہیں آسکتا۔ بالفرض! اگر کوئی پادری تیرے مقابلے پر آ گیا تو وہ ذلیل وخوار ہوگا۔

مرزا صاحب اور پادری آتھم کے درمیان نوک جھونک ہوتی رہی اور اس نوک جھونک کا خلاصہ یہ ہے:

مرزا صاحب نے آتھم کو کہا کہ میرے ساتھ اگر آپ نے مناظرہ یا مباہلہ کیا تو میری طرف سے ایک سال کی مدت کے اندر معجزہ ظاہر ہوگا تو آپ کو حق کو قبول کرنا ہوگا۔

اس کے جواب میں آتھم نے کہا کہ اگر واقعی آپ کی طرف سے کوئی معجزہ رونما ہوتا ہے تو ہم حق کو ضرور قبول کرلیں گے۔ لیکن اگر آپ کی طرف سے ایک سال تک کوئی نشان یا معجزہ رونما نہ ہوا، تو آپ کو عیسائی ہونا پڑے گا۔

اس کے جواب میں مرزا صاحب نے لکھا کہ اگر میرا نشان سچا نہ نکلا تو میں ”دینِ اسلام“ چھوڑ دوں گا، یا پادری آتھم حق کو قبول کرلے گا، اور اگر مرزا صاحب کوئی معجزہ نشان وغیرہ نہ دکھا سکا تو مرزا صاحب عیسائی مذہب قبول کرلیں گے یا اپنی جائیداد کا نصف عیسائی مذہب کی اشاعت کے لئے وقف کریں گے۔

مرزا صاحب کیونکہ جاہل بھی تھے، اس لئے مرزا صاحب کو نہیں پتا تھا کہ اس اقرار نامے کے ساتھ ہی آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ کیونکہ عقائد اور اصول کی کتابوں میں لکھا ہے کہ: ”وکذا لو نوی ان یکفر فی الاستقبال کفر فی الحال“ (شرح فقہ اکبر، ص:147)

ترجمہ: ”جو شخص مستقبل میں کافر ہونے کا ارادہ کرے، وہ فی الفور کافر ہوجاتا ہے۔“

اگر مرزا صاحب پہلے سے کافر اور دائرۂ

اسلام سے خارج نہ ہوتے تو اس اقرار نامے کے ساتھ مرزا صاحب ضرور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتے۔ اس کے بعد مرزا صاحب اور پادریوں کے درمیان مناظرے کی درج ذیل شرائط طے ہوئیں:

1:۔ مناظرہ 23 مئی سے 3/ جون 1893ء تک تحریری بمقام امرتسر ہوگا۔

2:۔ عیسائیوں کے پہلوان عبداللہ آتھم سابق ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوں گے۔

3:۔ وقت مباحثہ ہر روز صبح 6 بجے سے 11 بجے تک ہوگا۔

4:۔ فریقین 3,3 معاون اپنے ساتھ رکھنے کے مجاز ہوں گے۔

5:۔ پہلے 6 دن تک مرزا صاحب مسیحی عقائد و تعلیمات پر اعتراضات کریں گے، اور ڈپٹی عبداللہ آتھم جواب دیں گے، پھر 6 دن ڈپٹی عبداللہ آتھم اسلامی عقائد و تعلیمات پر نکتہ چینی کریں گے اور مرزا صاحب جواب دیں گے۔

6:۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا، فریقین اپنی اپنی قوم کے صرف پچاس آدمی اجلاس میں شامل کر سکیں گے۔ (حجۃ الاسلام، ص:3، مندرجہ روحانی خزائن، ج:6،ص:45)

یہ اجتماع ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی کوٹھی میں امرتسر میں منعقد ہوا۔ اس مباحثے میں مرزا صاحب کی طرف سے منشی غلام قادر اور عیسائیوں کی طرف سے ڈاکٹر ہنری کلارک میر مجلس قرار پائے۔ مرزا صاحب کے اس مباحثے میں تین معاون تھے: ۱:۔ حکیم نورالدین، ۲:۔ مولوی محمد حسن امروہی، ۳:۔ شیخ اللہ دیا۔ پادری آتھم کے بھی اس مباحثے میں دو معاون تھے: ۱:۔ پادری ٹھاکر داس، ۲:۔ پادری ٹامس باول۔ دوران مباحثہ ایک دن پادری آتھم مباحثے میں شامل نہیں ہوسکا، کیونکہ پادری آتھم کو تپ دق کا عارضہ لاحق تھا۔ اس دن آتھم کی جگہ عیسائیوں کے میر مجلس ڈاکٹر مارٹن کلارک نے مرزا صاحب کے سوالات کے جوابات لکھوائے۔

مرزا صاحب کا عیسائیوں کے ساتھ یہ مناظرہ پندرہ دن تک چلتا رہا۔ اس مناظرے کی روئیداد قادیانیوں نے ''جنگِ مقدس'' کے نام سے چھپوائی ہوئی ہے۔ جس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ عیسائی مینڈھے کی ٹکریں مرزا صاحب کے مقابلے میں زیادہ زور آور ہیں اور مرزا صاحب جنہوں نے اسلام کی نمائندگی کا پُرفریب جامہ پہن رکھا ہے، وہ علم اور دلائل کے میدان میں کس قدر نحیف اور لاغر ہیں۔

دوران مناظرہ ایک دن مرزا صاحب نے کہہ دیا کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کا انتظار کیا جا رہا ہے تو دوسرے دن عیسائیوں نے اسی جلسہ گاہ میں ایک اندھے، ایک بہرے اور ایک لنگڑے کو بٹھا دیا اور پادری آتھم نے مرزا صاحب کو کہا کہ آپ کو مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو سچے مسیح کی طرح ان کو ہاتھ لگا کر ٹھیک کر دیں، مرزا صاحب نے حیلے بہانے کر کے بڑی مشکل سے اپنی جان چھڑائی۔ (ازالۃ المرزا صاحب مؤلفہ پادری ٹھاکر داس، طبع: 1903ء، ص:31)

مرزا صاحب نے دیکھا کہ پندرہ دن کے مباحثے میں باوجود آسمانی تحائف، علوی عجائبات، روحانی معارف و دقائق کے اپنے مدمقابل پادری آتھم پر دلائل کے میدان میں فتح حاصل نہیں ہو سکی تو مرزا صاحب نے اپنی شرمندگی اتارنے کے لئے مباحثے کے آخری دن یہ پیشگوئی کی:

''آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے تیرے ہیں تو اس نے مجھے یہ نشان دیا کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی عزت ظاہر ہوگی۔'' (جنگِ مقدس، ص:188,189، مندرجہ روحانی خزائن، ج:6،ص:291,292) (جاری ہے)

قادیانی! اسلام کا فرقہ نہیں، بلکہ یہ ایک فتنہ ہے: لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد زبیر جمیل، مولانا سمیع اللہ، مولانا محمد ارشاد نے خطبات جمعہ میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام میں خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہمارا مذہبی اور آئینی فریضہ ہے، ہر قیمت پر اس کا تحفظ کریں گے۔ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کے خلاف ہماری آئینی وقانونی جدوجہد جاری رہے گی۔ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کا کام قربت خداوندی حاصل کرنے کے مترادف ہے، جب تک ایک بھی منکر ختم نبوت اس دھرتی پر موجود ہے ہماری پرامن جدوجہد جاری رہے گی۔ منکرین ختم نبوت اور اسلام وملک دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں اپنی صفوں میں نظم ونسق اور اتحاد پیدا کرنا ہوگا۔ قادیانی، اسلام کا فرقہ نہیں، بلکہ یہ ایک فتنہ ہے جس نے انگریز کے کہنے پر ختم نبوت کے عظیم محل میں نقب لگانے کی کوشش کی ہے۔ علماء کرام نے قومی اسمبلی سے مقدس ہستیوں کی توہین پر عمر قید کی سزا کا بل منظور ہونے پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ مقدس ہستیوں کی توہین پر عمر قید کی سزا کا بل قومی اسمبلی سے پاس ہونا، ایک اچھا اور قابل تحسین عمل ہے، صحابہ کرامؓ واہل بیت اطہارؓ اور امہات المومنینؓ کی عزت وناموس کے بل کی منظوری سے وطن عزیز میں امن وسلامتی کا قیام اور فتنہ وفساد کا خاتمہ ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ صحابہ کرامؓ واہل بیت اطہارؓ سمیت دیگر مقدس ہستیوں کا احترام ہمارے اوپر لازم ہے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر منعقدہ ۲۵؍فروری تا ۱۹؍مارچ ۲۰۲۳ء کے سلسلہ میں راقم اور دوسرے مبلغین جامعات کا دورہ کرتے ہیں اور طلبہ اور اساتذہ کرام کو کورس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں، چنانچہ ۳۱؍دسمبر ۲۰۲۲ء کو فیصل آباد کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی سلمہ نے درج ذیل مدارس کے پروگرام ترتیب دیئے۔ صبح ۱۱ تا ۱۲ بجے مدینۃ العلم بکر منڈی فیصل آباد، جس کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس مدظلہ ہیں جو امریکا میں اسی نام سے ادارہ چلا رہے ہیں اور اسی نصاب تعلیم کو رائج کئے ہوئے ہیں، باہمت عالم دین ہیں، ان کے فرزند گرامی مولانا قاری محمد نواس سلمہ ادارہ کا نظم ونسق سنبھالے ہوئے ہیں، چنانچہ راقم نے تقریباً آدھ گھنٹہ بیان کیا، اتفاقاً حضرت مولانا قاری محمد الیاس مدظلہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے، ان کی صدارت میں تقریب منعقد ہوئی۔ قرب و جوار کے علمائے کرام اور مساجد کے ائمہ و خطبا بھی شریک ہوئے۔

جامعہ دارالقرآن مسلم ٹاؤن: بعد نماز ظہر جامعہ کے بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، امام القراء، مجدد القراءت حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے فرزند نسبتی قاری محمد یاسین مدظلہ ہیں۔ دارالقرآن اسم با مسمّٰی ہے، ہر سال ایک ہزار سے زائد حفاظ و قراء یہاں سے سند فضیلت حاصل کرتے ہیں، تجوید و قرأۃ اور گردان کی معیاری درسگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں، ہمارے امیر مرکزیہ حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی صاحب دامت برکاتہم کے مسترشد حضرت مولانا غلام فرید مدظلہ یہاں شیخ الحدیث ہیں، سیکڑوں طلبہ و طالبات یہاں سے ہر سال قرآن و سنت کے انوار و برکات سمیٹتے ہیں۔ طالبات کی حفظ کی بھی معیاری درسگاہ ہے، چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد راقم نے تقریباً آدھا گھنٹہ بیان کیا۔ طلبہ و طالبات کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سمجھائی، درجنوں طلبہ کرام نے شرکت کا وعدہ کیا۔ ضلعی مبلغ مولانا عبدالرشید غازی سلمہ نے یہاں ہر جماعت کا امیر مقرر کیا ہوا ہے، درجہ سادسہ، سابعہ اور دورۂ حدیث شریف کے جن طلبہ نے شرکت کا ارادہ کیا، امراء کی ذمہ داری لگائی کہ وہ طلبہ کے اسمائے گرامی لکھ کر بھجوائیں گے۔ جامعہ دارالقرآن پانچ ایکڑ زمین پر مشتمل ہے، راقم نے دوران مولانا محمد عمار مدرس جامعہ کی ضیافت میں جامعہ میں قیام کیا۔

جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ: جامعہ کے بانی ملک کے نامور عالم دین ہزاروں علمائے کرام کے استاذ، محسن و مربی حضرت شیخ نذیر احمد نور اللہ مرقدہ تھے جن کا تفصیلی تذکرہ گزشتہ جلد کے شمارہ ۴۸ میں آچکا ہے۔ راقم نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے ۱۹۷۴ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں منطق کی معروف کتاب سلم العلوم، بعدۂ قصیدہ بردہ شریف پڑھیں۔ حضرت شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان، دارالعلوم ٹنڈو الہ یار، دارالعلوم فیصل آباد سمیت کئی ایک اداروں میں درجہ علیا کے استاذ رہے، آپ کا مشکوٰۃ شریف کا سبق ملک بھر میں مشہور و معروف تھا۔ آپ کے فرزندان گرامی نے اشرف التوضیح کے نام سے آپ کی تشریحات کو چار جلدوں میں شائع کیا۔ حضرت شیخ نے جامعہ امدادیہ کی بنیاد رکھی جو تین ایکڑ زمین پر مشتمل ہے۔ وسیع و عریض خوبصورت مسجد و مدرسہ کی تین تین منزلہ عمارتیں آپ کے حسن ذوق کی مظہر ہیں۔ ہر سال کی طرح امسال بھی راقم نے ۳۱؍دسمبر ۲۰۲۲ء کو عصر کی نماز کے بعد بیان کیا۔ کثیر تعداد میں طلبہ نے چناب نگر کورس کے لئے نام لکھوائے۔ حضرت شیخ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند اکبر مولانا محمد طیب مدظلہ اہتمام اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز کئے گئے۔ موصوف والد محترم کے طرزِ تعلیم وتدریس اور تعمیر کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

جامعہ محمدیہ، مچھلی فارم فیصل آباد: جامعہ کے بانی مولانا عبدالرزاق مدظلہ ہیں جو شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ کے شاگرد رشید اور تربیت یافتہ ہیں۔ جامعہ امدادیہ میں کافی عرصہ دفتری امور کے منتظم رہے اور پھر اسی روڈ (ستیانہ روڈ) شمال کی طرف چند فرلانگ کے فاصلہ پر مچھلی فارم کے علاقہ میں پانچ کنال زمین پر خوبصورت مدرسہ تعمیر کیا، بیسمنٹ اور اوپر دو منزلیں ہیں، یہ بھی حضرت شیخ کے حسن ذوق کی شاہکار عمارت ہے۔ دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے، اسی روز مغرب کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی، یہاں بھی کئی طلبہ نے چناب نگر کورس کے لئے نام لکھوائے۔

سیرت انسٹیٹیوٹ اینڈ ریسرچ سینٹر میں ایک گھنٹے کا پروگرام: سیرت انسٹیٹیوٹ اینڈ ریسرچ سینٹر، ہمارے متحرک وفعال ساتھی، سابق مبلغ، تونسہ شریف مجلس کے امیر مولانا عبدالعزیز لاشاری مدظلہ کے فرزند ارجمند، زرخیز دل و دماغ کے مالک، عزیز القدر مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز سلمہ نے پیپلز کالونی نمبر ا فیصل آباد میں مذکورہ بالا نام سے سینٹر قائم کیا ہے۔ اس سینٹر میں ہر شعبہ زندگی کے مصروف احباب کی مکمل دینی تعلیم کا منصوبہ شروع کیا ہے۔ جہاں مختلف کورسز کرائے جاتے ہیں، مثلاً: سیرت کورس، پیغام ایمان کورس، آسان قرآن گرائمر، سنت کورس، ختم نبوت کورس، سیرت صحابہ کورس، تربیت اولاد کورس، سیرت صحابیات کورس، اسلامک نرسری کورس، میراث کورس، نومسلم کورس۔ موصوف آن لائن ہر ہفتہ کے روز کورس کراتے ہیں۔ جو پوری دنیا میں سنا اور دیکھا جاتا ہے۔ ۳۱/ دسمبر کو عشاء کی نماز کے بعد راقم نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، تحریک ہائے ختم نبوت، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اسلامیان پاکستان کی قربانیاں کے عنوان پر تقریباً ایک گھنٹہ بیان کیا۔ الحمدللہ! ۲۰۲۲ء کے آخری دن میں پانچ مقامات پر بیانات ہوئے، جن کی تفصیلات آپ پڑھ چکے ہیں۔

چناب نگر میں چندروز: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر میں دورہ حدیث شریف سمیت تمام کلاسیں تعلیم وتربیت کے مراحل طے کررہی ہیں۔ جامعہ کے اساتذہ کرام مولانا مفتی شفیق الرحمن، مولانا غلام رسول، مولانا محمد شاہد اور مولانا توصیف احمد ان کی تعلیمی نگرانی وتربیت پر شب وروز مصروف عمل ہیں۔ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ، مولانا اللہ وسایا حفظ اللہ کی نگرانی، امیر مرکزیہ پیر طریقت حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ کی سرپرستی میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ راقم بھی ہر سال جنوری کے پہلے دس دن کے لئے حاضر ہوتا ہے اور امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی نگرانی میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی نوراللہ مرقدہ کی مرتب کردہ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' کے اسباق کی خدمت سر انجام دیتا ہے۔ مصنفؒ نے ۷۵ احادیث کریمہ جمع کیں، ریاض یونیورسٹی سعودی عرب کے سابق وائس چانسلر حضرت الشیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کو تحقیق وتخریج کے دوران جو احادیث ملیں، انہوں نے تتمہ واستدراک کے نام سے دس احادیث نبویہ کا اضافہ کیا، آثار الصحابۃ والتابعین کے نام سے ۲۵ آثار اور شامل کئے۔ تقریباً ایک سو احادیث طیبہ پر یہ کتاب ہے۔ یہ احادیث کریمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دیگر علامات قیامت سے متعلق ہیں۔ قادیانی حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی حیات اور رفع ونزول کا انکار کرتے ہیں اور یہ نظریہ قائم کررکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیائے کرام کی طرح وفات پاچکے ہیں۔ احادیث کریمہ میں جس مسیح کی تشریف آوری کا ذکر ہے، اس سے مراد عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ مثیل مسیح مراد ہے اور وہ مرزا قادیانی ہے۔ قادیانیوں کی یہ منطق سمجھ سے بالاتر ہے کہ مریں عیسیٰ ابن مریم اور مسیح بن جائے مرزا قادیانی۔ اس کتاب میں دسیوں احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کرامؓ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کو ثابت کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا ذکر قرآن پاک میں ہے: ''بل رفعہ اللہ الیہ'' اور نزول من السماء کو احادیث نبویہ میں بیان کیا گیا اور بہت ہی تفصیلی تذکرہ ہے اور وہ جہاں جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہسٹری (تاریخ) میں تذکرہ ہی نہیں، ہسٹری کو چھوڑیئے، ان کی بغیر باپ کے محض قدرت خداوندی اور امر خداوندی سے پیدائش، ان کی والدہ محترمہ کے نام کے ساتھ ذکر خیر، والدہ محترمہ کی پیدائش، والدہ محترمہ کی رضاعت وکفالت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت، والدہ محترمہ کی پریشانی، آپ کے نانا و نانی کا تذکرہ، بعد از ولادت پنگھوڑے میں تکلم و گفتگو، ان کی نبوت، یہودیوں کی سازش اور قتل و صلیب کا پروگرام اور رفع الی السماء تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اور نزول من السماء یعنی واپسی، واپسی کا وقت (نزول من السماء کا وقت)، امت مسلمہ کے امام کی اقتدا میں نماز کی ادائیگی، قتل دجال، کسر صلیب، قتل خنزیر، یہودیوں کا قتل عام، حج وعمرہ کا احرام وتلبیہ، پوری دنیا پر بلاشرکت غیرے حکومت، تمام مذاہب کا نیست ونابود ہونا، رحمۃ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری، درود وسلام کا نذرانہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب، وفات، نماز جنازہ، تکفین و تدفین، اتنی تفصیلات بیان کی گئیں، اور پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ تشریف آوری اور قتل دجال کے بعد کون کون سے فرائض منصبی سرانجام دیں گے، قیامت کے قریب ان کی تشریف آوری کے چالیس سال بعد وفات اور گنبد خضراء میں تدفین۔ اتنی تفصیلات احادیث مبارکہ کی صورت میں اس کتاب میں بیان کی گئی ہیں۔ کتاب کا آغاز یکم جنوری سے ہوا اور اختتام ۹/ جنوری کو۔ اللہ پاک پڑھنے پڑھانے والوں کو قبول فرمائیں۔

سرگودھا میں خطبہ جمعہ: حضرت مولانا

عبدالعزیز رائے پوریؒ ثم سرگودھوی گم تھلہ، سہارنپور سے مہاجر ہوئے، آپ مشہور بزرگ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے نواسے اور ہمارے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے جانشین تھے۔ آپ مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل اور عظیم محدث شارحِ ابوداؤد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے شاگرد رشید تھے۔ قیام پاکستان کے بعد سرگودھا منتقل ہوگئے۔ آپ کے شیخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی وفات اور تدفین کے بعد آپ ایک عرصہ تک کوشاں رہے کہ مرشد کی وصیت پر عمل کیا جائے اور آپ کی میت کو رائے پور شریف منتقل کیا جائے، لیکن ملک عزیز کے اکثر علمائے کرام کی رائے یہ تھی کہ تدفین کے بعد قبر کشائی اور میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا کسی طرح مناسب نہیں اور یہ سلسلہ عرصہ دراز تک زیر بحث رہا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا انتقال ۱۹۶۲ء میں ہوا۔ حضرت رائے پوریؒ، حضرت لاہوریؒ اور شاہ جیؒ امیر شریعت کی وفات قریب قریب تھوڑے تھوڑے وقفے سے ہوئی۔ حضرت رائے پوریؒ کی تدفین آبائی علاقہ ڈھڈیاں شریف میں ہوئی اور آج بھی آپ کا مزار مبارک مرجع خواص و عوام ہے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز سرگودھویؒ ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے بھی مرشد ثانی تھے۔ ہمارے باب العلوم کی تعلیم کے زمانہ میں کئی مرتبہ کہروڑ پکا تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب، شیخ غلام محمد عباسی مدظلہ کے دولت خانہ میں قیام ہوتا تھا، مہتمم صاحب اوران کے والد گرامی شیخ خورشید علی عباسیؒ بھی حضرت سرگودھویؒ سے متعلق تھے۔ عزیز القدر مولانا خالد عابد سلمہ کی دعوت پر پانچ اور چھ جنوری کی درمیانی شب راقم کا قیام حضرت سرگودھویؒ کے مکان پر رہا۔ حضرت مولانا کے فرزند ارجمند راؤ ظفر اقبال اوران کے فرزند مولانا پروفیسر عبدالرحیم سے خاصی دیر نشست رہی۔ مولانا سعید احمد رائے پوری بھی حضرت سرگودھویؒ کے فرزند اکبر تھے، اس وقت حضرت کے جانشین حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری ثانی ہیں جو حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ کے خلیفہ مجاز ہیں۔

قادیانیوں کی چناب نگر میں غنڈا گردی کی پُرزور مذمت: چناب نگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر ضلع چنیوٹ کے علمائے کرام کا اجلاس منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا غلام رسول دین پوری نے کی۔ اجلاس میں چنیوٹ کے ایم پی اے مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا سیف اللہ خالد، مولانا توصیف احمد، مولانا الیاس الرحمٰن، مولانا محمد قاسم، مولانا بدر عالم، محمد ضیاء الحق، سید علی حسنین شاہ بھوانہ، ملک طاہر حسین، سید ذوالفقار علی شاہ، مفتی محمد احمد، قاری حق نواز رحیمی، مولوی کامران حیدر، مولانا احسان الحق اور دیگر کئی ایک علمائے کرام نے شرکت کی۔ علمائے کرام نے قادیانیوں کے تحریف کردہ قرآن پاک کی اشاعت اور تقسیم کے خلاف ضلعی انتظامیہ کے ایکشن جس میں متعلقہ ادارہ کے سربراہ مبارک احمد قادیانی کو گرفتار کیا گیا، اس کی گرفتاری کا خیر مقدم کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ کی فرض شناسی قرار دیا۔ نیز قادیانی غنڈا عناصر کے شہر کے داخلی راستوں کو بلاک کرنے اور مقامی پولیس اسٹیشن کا گھیراؤ کرنے کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے اسے قادیانیوں کی غنڈا گردی قرار دیا۔ علمائے کرام نے ملزموں کو دھونس، دھاندلی سے رہا کرانے اور انتظامیہ پر اندرون وبیرون ملک سے دباؤ ڈلوانے کی پُرزور مذمت کی اور کہا کہ ملزموں سے تفتیش کر کے جہاں جہاں یہ محرّف قرآن کرام دیئے گئے، واپس کئے جائیں اور متعلقہ پریس کو سیل کیا جائے۔ علمائے کرام نے کہا کہ پولیس اسٹیشن میں موجود ضلعی انتظامیہ کے ذمہ دار افسران کا گھیراؤ کرنے اور گالی گلوچ دینے والوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ اجلاس مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

(مولانا توصیف احمد، چناب نگر)

مولانا محمد اکرم طوفانیؒ کی یاد میں جلسہ:

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نوراللہ مرقدہ ختم نبوت کے جاں باز مجاہد تھے۔ انہوں نے سرگودھا کے نوجوانوں میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایسی روح پھونکی کہ نوجوان ان کی زندگی میں بھی ان پر جانیں چھڑکتے تھے اور اب بھی مولانا کا نام سن کر نوجوانوں میں وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ مرحوم کی یاد میں ۶/جنوری جمعہ کی نماز سے لے کر عصر تک جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مقامی امیر مولانا نورمحمد ہزاروی مدظلہ نے کی جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ مہمان خصوصی تھے۔ جلسہ سے مولانا مفتی طاہر مسعود، مولانا نورمحمد ہزاروی، مولانا مفتی شاہد مسعود اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا خالد عابد نے سرانجام دیئے۔ مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے فرمایا کہ مولانا طوفانی تحریک ختم نبوت کے ماتھے کا جھومر تھے۔ ان کی خدمات کے باعث

ان کا نام رہتی دنیا تک زندہ رہے گا۔ انہوں نے نوجوانوں سے عہد لیا کہ مولانا طوفانیؒ نے جو جوش و جذبہ پیدا کیا، وہ تاحیات برقرار رکھیں گے۔ جلسہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ (خالد عابد، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا)

سرگودھا کے مدارس کا تبلیغی دورہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جواں سال مبلغ مولانا خالد عابد سلمہ کی دعوت پر دوروز کے لئے سرگودھا آنا ہوا۔ چنانچہ ۱۰؍جنوری صبح نو سے دس بجے تک مدرسہ امام اعظم ابوحنیفہؒ واٹرسپلائی روڈ میں اساتذہ کرام اور طلبہ میں بیان ہوا۔ اس ادارہ کے بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر مولانا نورمحمد ہزاروی مدظلہ ہیں، آپ نے ۲۰۱۸ء میں ایک سینما خرید کر مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ ادارہ ۴۵ مرلہ زمین میں قائم ہے۔ ایک سو سے زائد طلبہ درجہ کتب میں زیرتعلیم ہیں۔ نیز قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی سات آٹھ کلاسیں کام کررہی ہیں۔ بیس اساتذۂ کرام درجہ سابعہ تک کے طلبہ کو تعلیم دے رہے ہیں۔ تقریباً دس طلبہ نے کورس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا: جامعہ کے بانی استاذ العلماء حضرت مولانا عبداللطیفؒ تھے، آپ نے جامعہ کی بنیاد ۱۹۵۶ء میں جامع مسجد چوک سیٹلائٹ ٹاؤن سے متصل پلاٹ میں رکھی، ۱۹۹۷ء میں نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ ۲۰۰۳ء کو دورہ حدیث شریف کا آغاز کیا گیا جبکہ اس سے دوسال قبل تجوید وقرأۃ کا آغاز کیا گیا۔ مولانا عبداللطیفؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا مفتی طاہر مسعود مدظلہ نے مدرسہ کا نظام سنبھالا، دورہ حدیث شریف سمیت تمام درجات کی تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ سیکڑوں طلبہ کرام زیرتعلیم ہیں، ۱۰؍جنوری کو جامعہ کے اساتذہ وطلبہ سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ تقریب کی صدارت و سرپرستی ادارہ کے سربراہ و مدیر مولانا مفتی طاہر مسعود اور مولانا نورمحمد ہزاروی نے کی۔

دارالعلوم سرگودھا: دارالعلوم کے بانی مفتی مولانا شفقت علیؒ فاضل دارالعلوم کراچی تھے، آپ نے ۲۰۰۲ء میں دارالعلوم کا آغاز کیا۔ دارالعلوم چار کنال قطعہ اراضی پر قائم ہے۔ دورہ حدیث شریف سمیت تمام درجات کی تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ تقریباً تین سو طلبہ پانچ مختلف درجات میں زیرتعلیم ہیں، جبکہ ۲۲ اساتذہ کرام تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مفتی شفقت علیؒ ۱۷ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۴؍اکتوبر ۲۰۲۲ء کو راہی ملک عدم ہوئے۔ ان کی نماز جنازہ مولانا عبدالجبار چوکیروی نے ان کے آبائی چک ۳۳ جنوبی میں پڑھائی اور علاقہ کے قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ راقم نے مقامی مبلغ مولانا خالد عابد سلمہ اور مولانا نورمحمد ہزاروی کی معیت میں تقریباً آدھ گھنٹہ بیان کیا، کئی ایک طلبہ نے نام لکھوائے۔

حیدرآباد ٹاؤن سرگودھا: جامع مسجد کے خطیب مولانا مفتی محمد افضل مدظلہ متحرک اور فعال عالم دین ہیں، ہر سال ساٹھ روزہ الحدیث کورس کراتے ہیں۔ امسال کورس کا افتتاح ہمارے جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ نے کیا۔ راقم نے بھی ۱۰؍جنوری کو عشاء کی نماز کے بعد تقریباً ایک گھنٹا حجیت حدیث اور ختم نبوت پر بیان کیا۔

جامعہ محمودیہ سرگودھا: جامعہ وسیع وعریض رقبہ پر محیط ہے۔ مشکوٰۃ شریف تک درجہ کتب کی تعلیم ہوتی ہے۔ ۱۱؍جنوری صبح دس تا ساڑھے دس بیان ہوا۔

دارالعلوم زکریا مکہ ٹاؤن: دارالعلوم کے بانی مولانا آفتاب اکرم فاضل مدرسہ رائے ونڈ ہیں۔ مدرسہ کا سنگ بنیاد جامعہ مفتاح العلوم کے استاذ الحدیث مولانا محمد طیب سلیم مدظلہ نے ۲۰۰۳ء میں رکھا، ۲۵؍اساتذہ کرام کی نگرانی وسرپرستی میں دورہ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے، تقریباً ۵۵۰ طلبہ کرام زیرتعلیم ہیں، ۱۱؍جنوری کو مولانا خالد عابد سلمہ کی معیت میں تقریباً پون گھنٹا بیان کا موقع ملا۔ کئی ایک طلبہ کرام نے چناب نگر کورس میں شرکت کا وعدہ کیا۔ ظہر کی نماز کے بعد اٹک کے لئے سفر کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر اور مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی مدظلہ نے ۱۲؍جنوری کو اٹک کے طلبہ میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر تقریری مسابقہ رکھا ہوا تھا۔ اس میں شرکت کے لئے آنا ہوا۔ رات آرام و قیام مکی مسجد میں ہوا۔ جس کے بانی و واقف ہمارے حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ تھے۔ فی الوقت امامت وخطابت، تعلیم وتدریس اور درس قرآن وحدیث کا سلسلہ مولانا قاضی ثاقب الحسینی مدظلہ نے شروع کیا ہوا ہے۔

ختم نبوت پر تقریری مسابقہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مرکز ختم نبوت اٹک میں ۱۲؍جنوری کو تقریری مسابقہ ہوا۔ ضلع اٹک کے جامعات و مدارس کے ۲۹ طلبہ کرام نے تقریری مقابلہ میں حصہ لیا۔ شیخ الحدیث مولانا محسن رفیق جامعہ نصیریہ غورغشتی، مولانا مفتی محمد ادریس مدرسہ سراج العلوم جنڈ، مولانا غلام مصطفیٰ جامعہ مدنیہ مدنی

مسجد اٹک منصف مقرر ہوئے۔ مسابقہ میں پہلا نمبر مولوی عبدالباسط متعلم جامعہ نصیریہ غورغشتی نے حاصل کیا۔ ۱۰ ہزار روپے نقد اور کتب انعام میں دی گئیں انعام حسنین احمد متعلم جامعہ مدنیہ اٹک دوسرے نمبر پر رہے، سات ہزار روپے وکتب انعام میں دیئے گئے۔ مولانا محمد یوسف خلفا راشدین ویسہ نے تیسرا انعام پانچ ہزار روپے، محمد خذامہ جامعہ اسلامیہ بہبودی چہارم پانچ ہزار مع کتب، محمد طلحہ نورالاسلام حاجی شاہ پنجم پانچ ہزار روپے حاصل کئے۔ مسابقہ کا انتظام وصدارت مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی مدظلہ نے کی، جبکہ ڈویژنل مبلغ مولانا محمد طارق معاویہ مہمان خصوصی تھے۔ مرکز و جامع مسجد ختم نبوت کا سنگ بنیاد ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ، سید الزاہدین مولانا قاضی زاہد الحسینی نے رکھا۔ تعمیرات کی نگرانی مولانا قاضی ابراہیم ثاقب الحسینی نے کی۔ مسابقہ اچھا طریقہ ہے لیکن یخ بستہ موسم مناسب نہیں۔ مسابقہ کے شرکا اور حاضرین سے جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ کے مہتمم وشیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے طلبہ کے جذبہ کو سراہا اور کہا کہ انشاء اللہ العزیز! مستقبل میں یہی طلبہ کرام قادیانیوں کے دجل وتلبیس کا پردہ چاک کریں گے۔ مقررین کو کتب کا سیٹ اور اول، دوم، اور سوم آنے والوں کو انعامات مولانا شجاع آبادی اور دیگر علمائے کرام کے ہاتھوں دلوائے گئے۔ (مولانا محمد طارق معاویہ)

حضرو میں خطبہ جمعہ: جامع مسجد مولانا محمد ایوبؒ کا سنگ بنیاد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ نے ۲۴ فروری ۱۹۹۸ء کو حضرو میں رکھا۔ مولانا محمد ایوبؒ مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل تھے۔ اس وقت مسجد کی امامت وخطابت کے فرائض مولانا محمد اسماعیل سرانجام دے رہے ہیں، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرو کے امیر بھی ہیں۔ ان کی دعوت پر ڈویژنل مبلغ مولانا محمد طارق سلمہ کی معیت میں ۱۳ جنوری کو جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے دیا۔

مرکز علوم ختم نبوت بنوں: مرکز کے بانی مجلس بنوں کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی ہیں، متحرک اور فعال عالم دین ہیں، آپ نے مذکورہ بالا عنوان سے ادارہ قائم کیا ہے۔ ۱۴ جنوری کو پشاور سے سفر کرکے رات کا آرام مرکز میں کیا۔

مدرسہ عنایتیہ مجددیہ میں مولانا شجاع آبادی کا بیان: جمعیت علمائے اسلام بنوں نے مہنگائی کے خلاف جلوس اور مظاہرہ کا پروگرام بنایا۔ مقامی احباب کی استدعا پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام: ”اذا کان امراءکم خیارکم و اغنیاءکم سمحاءکم وامورکم شوریٰ بینکم فظھر الارض خیرلکم من بطنھا۔“ ...فرمایا: جب تمہارے حکمران اچھے لوگ ہوں، تمہارے دولت مند سخی ہوں، اور تمہارے معاملات باہمی مشاورت سے طے ہوں تو تمہارا زندہ رہنا مرجانے سے بہتر ہے یعنی زمین کی پیٹھ اس کے اندر سے بہتر ہے... اور اس کے بالمقابل فرمایا: ”اذا کان امراءکم شرورکم، واغنیاءکم بخلاءکم وامورکم الیٰ نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا“ فرمایا: جب تمہارے حکمران تم میں سے بدترین لوگ ہوں (زانی، شرابی، رشوت خور، چور، اچکے) اور تمہارے مال دار کنجوس ہوں، اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوجائیں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ پیٹھ سے بہتر ہے، یعنی مرجانا زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ مولانا شجاع آبادی نے موجودہ حالات پر منطبق کرتے ہوئے کہا کہ علمائے کرام جو حکمرانوں کی قہرستانیوں کا مقابلہ کررہے ہیں وہ اعلیٰ فریضہ جہاد ادا کررہے ہیں۔ مدرسہ عنایتیہ مجددیہ کے بانی مولانا عبدالرزاق مجددیؒ تھے، جو سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت تھے۔ آپ کی وفات ۲۴ جولائی ۲۰۲۱ء کو ہوئی۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا انوارالحق مدظلہ آپ کے جانشین مقرر کئے گئے۔ ان کی دعوت پر مولانا شجاع آبادی نے مظاہرین سے خطاب کیا۔

مدرسہ دارالہدیٰ کے شہداء کو خراج تحسین: بنوں مجلس کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی کی سرکردگی میں مدرسہ دارالہدیٰ کے طلبہ کرام قاری مصباح الدین، قاری محمد سلمان گزشتہ سال آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر سے واپسی پر ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے، نیز چودہ طلبہ کرام زخمی بھی ہوئے ان میں ابھی تک چند طلبہ ہسپتال میں ہیں، مولانا شجاع آبادی نے شہدأ کے رفع درجات اور زخمیوں کی صحتیابی کے لئے دعا کی اور ان کے والدین سے اظہار افسوس کیا، نیز جامعہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد سفیان مدظلہ زخمی ہوئے، ان کی صحتیابی کی دعا کی۔ مدرسہ دارالہدیٰ کے بانی مولانا زبیداللہ خان مدظلہ ہیں، ان کے والد گرامی حاجی نجیم خان رائے ونڈ کی مرکزی شوریٰ کے رکن نے ۸ اپریل ۱۹۹۸ء کو جامعہ کا سنگ بنیاد رکھا، جامعہ میں ۵۵۰ طلبہ ۱۲۳ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم وتربیت حاصل کررہے ہیں۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں بنوں سے ستر گاڑیاں گئیں، جن میں تین گاڑیاں مدرسہ دارالہدیٰ کے طلبہ پر مشتمل تھیں۔

بمقام مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

سالانہ 30واں

ختمِ نبوت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ سادسہ یا بی اے پاس ہونا ضروری ہے ✱ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی ✱ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ ✱ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

زیر سرپرستی

پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حضرۃ مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی حفظہ اللہ نقشبندی مجددی صاحب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بتاریخ

25 فروری 2023ء تا 19 مارچ 2023ء

درخواستوں کیلئے پتہ

ناظم شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی 0300-4304277

مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670